ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیاد
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۶ ر صفر المظفر ۱۴۰۳ھ
۳ ر دسمبر ۱۹۸۲ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور
ہدیہ
دو روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ — حضرت لاہوریؒ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَی الْقَبْرِ فَیَتَمَرَّغُ عَلَیْہِ وَ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ مَکَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَ لَیْسَ بِہِ الدِّیْنُ اِلَّا الْبَلَاءُ (رواہ مسلم)

ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ دنیا ختم نہیں ہو گی یہاں تک کہ ایک آدمی ایک قبر پر گذرے گا پھر اس پر لوٹے گا اور کہے گا کاش کہ میں اس قبر والے کی جگہ پر ہوتا اور یہ کسی مصیبت کے باعث نہیں کہہ رہا بلکہ دنیاوی تکلیفوں کے باعث کہہ رہا ہے۔

عَنْ حُذَیْفَةَ رضؓ بْنِ اَسِیْدٍ الْغِفَارِیِّ قَالَ اِطَّلَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْنَا وَ نَحْنُ نَتَذَاکَرُ فَقَالَ مَا تَذْکُرُوْنَ قَالُوْا نَذْکُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰی تَرَوْا قَبْلَهَا عَشَرَ اٰیَاتٍ فَذَکَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ وَیَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَثَلٰثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِکَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْیَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰی مَحْشَرِهِمْ وَ فِیْ رِوَایَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ اِلَی الْمَحْشَرِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فِی الْعَاشِرَةِ وَ رِیْحٌ تُلْقِی النَّاسَ فِی الْبَحْرِ۔ (رواہ مسلم)

حذیفہ رضؓ بن اسید الغفاری سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر جھانکا درآنحالیکہ ہم کچھ باتیں کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کس قسم کی باتیں کر رہے ہو؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ قیامت کے متعلق ذکر ہو رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت ہرگز نہیں آئے گی۔ یہاں تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھ لو پھر آپؐ نے دھوئیں اور دجّال اور دابۃ الارض اور سورج کے مغرب کی طرف سے نکلنے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے اور یاجوج ماجوج کے آنے اور تین خسف (یعنی زمین میں دھنسنے کے واقعات) ہوں گے — ایک خسف مشرق میں دوسرا مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں ہوگا۔ ان علامتوں میں سب سے آخری آگ ہو گی جو یمن میں سے نکلے گی۔ لوگوں کو دھکیل کر ان کے محشر کی طرف لے جائے گی۔ اور ایک روایت میں ہے، آگ نکلے گی۔ عدن کی زمین کے آخری حصّہ میں ہے جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کرے جائے گی۔ اور ایک روایت میں ہے دسویں علامت یہ ہے کہ ایک ہوا آئیگی جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۱۶ صفر ۱۴۰۳ھ
۳ دسمبر ۱۹۸۲ء

جلد ۲۸
شمارہ ۲۲

فون نمبر ۶۴۹۸۴

مندرجات

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

— مجلس ادارت —
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

جماعتی اکابر کی خدمت میں!

(۲)

نوابزادہ نصراللہ خاں کی نظربندی کے دوران ان کی کالعدم جماعت کے سربراہ اور عام حالات میں ان کے دستِ راست ارشد چودھری صاحب (یکے از وزراء قومی اتحاد) کے ایک بیان کا آج کل زبردست چرچا ہے جس میں انہوں نے ایم۔آر۔ڈی کے ضمن میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس محترمہ کی تشکیل و قیام کی تمامتر ذمہ داری تو مرحوم مفتی محمود صاحب پر ہے۔ جن کا اگر انتقال نہ ہو جاتا تو اسی شام سیاست دانوں کی ایک کھیپ اس پر دستخط کر دیتی۔ اسی قسم کے خیالات ہمارے ایک ایسے مخدوم و محترم نے مختلف بیانات اور انٹرویوز میں ظاہر کئے ہیں جنہوں نے اصلی اور حقیقی جماعتی قیادت کو چھٹی کرانے میں بنیادی رول ادا کیا ہے۔ اور لاہور میں جن کا مدرسہ سیاست کے کالعدم ہونے کے باوجود مرکز سیاست ہے حتیٰ کہ ایم، آر، ڈی لاہور شاخ کے اجلاس بھی وہیں ہوتے ہیں — ہمارے ان مخدوم و کرمفرما بزرگ کو جماعتی قیادت پہ بڑا غصہ یہ ہے کہ اس نے جماعتی دستور کو سرد خانے میں ڈال رکھا تھا۔ اور اس دستوری معاہدے کا احترام باقی نہ رہا تھا۔ حالانکہ یہ کرمفرما سالہا سال تک جماعت کی مرکزی مجلس عاملہ کے ممبر رہے۔ (مرکزی خازن) لیکن جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ انہوں نے کبھی جماعتی اجلاسوں میں شرکت کی زحمت نہ فرمائی۔ اور ۱۹۷۶ء میں جماعت کے مرکزی کنونشن اور کانفرنس کی جب موچی دروازہ کے باغ میں انعقاد کی اجازت نہ ملی تو مولانا مفتی محمودؒ مرحوم سمیت تمام جماعتی قیادت کے ایما پر لاہور کے زعماء نے ان سے درخواست کی کہ اس کانفرنس و کنونشن کے انعقاد کی اپنے مدرسہ میں اجازت دے دیں لیکن انہوں نے ایسا نہ ہونے دیا۔ نتیجۃً وہ کانفرنس اور کنونشن گوجرانوالہ میں ہوا — اب

ان بزرگوں کو شخصی و بنیادی حقوق کی بحالی کا بہت احساس ہے (جس میں ہم ان سے پیچھے نہیں) لیکن اس ذہنی تبدیلی کا سبب معلوم نہیں کیا ہے؟ بہرطور وہ بزرگ بھی ایسی ہی بات فرماتے ہیں۔

یہ تو خیر جماعتی قیادت کا کام ہے کہ وہ مفتی صاحب مرحوم کے سلسلہ میں صورتِ حال واضح کرے کہ قومی اتحاد کے بعد کسی نئے اتحاد کے ضمن میں جماعت نے انہیں کہاں تک اختیارات دے رکھے تھے اور مفتی صاحبؒ نے اس ضمن میں کیا کوشش فرمائی۔

آج جب کہ وہ اس دنیا میں نہیں ان کے نام اور حوالہ سے جینے کی مشق یہ ثابت کرتی ہے کہ وقتی حالات میں سوچنے سمجھنے کی ہمارے اندر کوئی صلاحیت نہیں——؟ ہم اپنے بزرگوں اور رہنماؤں سے متعلق اس قسم کی بات سوچ بھی نہیں سکتے۔

ظاہر ہے کہ مفتی صاحب اس وقت قومی اتحاد کو لے کر ضیا، گورنمنٹ میں شریک ہوئے۔ جب کہ عملاً اتحاد ختم ہو چکا تھا جے۔یو۔پی اور تحریک استقلال الگ ہو چکی تھیں۔ این' ڈی، پی ہم سے گہرے تعلق کے باوجود وزارتی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہ تھی۔ یہی حال خاکسار تحریک کا تھا—— مسلم لیگ اتحاد کا حصہ ہونے کے باوجود شریک اقتدار ہو چکی تھی۔ اب مسئلہ جماعت اسلامی کا تھا جو جانے کو بیقرار تھی—— بہرحال "اتحاد" شریک اقتدار ہو گیا اور چندے بعد واپس آگیا۔ اب جو مفتی صاحب نوابزادہ صاحب اور ضیاء صاحب میں ٹھنی تو اس کے افسوس ناک برگ و بار سامنے آئے—— "مفتی" صاحب بہرطور سیاستدان تھے، انہوں نے سیاسی وزن کی خاطر سلسلہ جنبانی کی، کچھ نہ ہونے سے قبل وہ اللہ کو پیارے ہوگئے——

اگر وہ زندہ رہتے اور عین اس قسم کا محاذ بنتا جس قسم کا اب بشکل ایم۔آر۔ڈی ہے تو ظاہر ہے اس کی توثیق کے لئے جماعت کی جنرل کونسل میں بات آتی——

اب یہ کہنا فضول ہے کہ جنرل کونسل کیا فیصلہ کرتی؟ لیکن ہمارا وجدان یہ ہے کہ وہ ایسے اتحاد کی توثیق نہ کرتی۔ جس اتحاد کا ہیولہ یہ ہوتا—— ہم زور دے کر کہنا چاہتے ہیں کہ مفتی صاحب کی شخصیت کو مجروح کرنے اور مابقی جماعتی قیادت کو اپاہج و مفلوج ثابت کرنے کے لئے یہ شوشے چھوڑے جا رہے ہیں اور کم از کم ان حضرات کو یہ باتیں نہ کہنا چاہئیں جو مرحوم سے تعلق کا بے پناہ دم بھرتے ہیں—— اس روش کے نتیجہ میں فائدہ کے بجائے نقصان زیادہ ہوگا اور یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں—— مفتی صاحب مرحوم پر رحم کھایا جاتے اور ان کی شخصیت کو مجروح کرنے کی شعوری یا غیر شعوری کوششیں نہ کی جائیں—— اول تو جماعتی دستور کی پابندی کا ڈول ڈالا جائے اور اگر کسی کے لئے ایسا ممکن نہیں تو اپنی سوچ و بچار کے مطابق جو چاہے کرے مرحوم مفتی صاحب کو ملوث نہ کریں کہ وہ اب اس جگہ جا چکے ہیں جہاں سے پلٹ کر کوئی نہیں آئے گا—— اللہ تعالیٰ ان کو مراتب عالیہ سے نوازے——

اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل دین مجتمع ہو کر دینی اقدار کی سربلندی کی کوشش کریں آخر یہ کہاں کی دانائی ہے کہ "فرضی مظلوموں" کے آنسو پونچھنے کی غرض سے اپنا گھر اجاڑ دیا جائے اور پھر اس کی چند در چند تاویلیں کی جائیں—— ہم ان صفحات پر اس قسم کے مباحث چھیڑنے کے حق میں نہ تھے لیکن کیا کریں کہ ورکروں تک صحیح بات پہنچانے کی غرض سے ہم نے یہ جسارت کی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرما کر ہمیں اصلاح احوال

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

اب بھی سنبھل جائیں

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ..... وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ -

صدق اللہ العلی العظیم۔

محترم حضرات و خواتین! سورہ الحدید کی جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے :-

"کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کو کہ گڑگڑائیں ان کے دل اللہ کی یاد سے اور جو اترا ہے سچا دین اور نہ ہوں ان جیسے جن کو کتاب ملی تھی اس سے پہلے، پھر دراز گذری ان پر مدت پھر سخت ہوگئے ان کے دل، اور بہت ان میں نافرمان ہیں"

حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ / حضرت شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالے ارشاد فرماتے ہیں :-

"یعنی ایمان وہ ہی ہے کہ دل نرم ہو، نصیحت اور خدا کی یاد کا اثر جلد قبول کرے، شروع میں اہل کتاب یہ باتیں پیغمبروں کی صحبت میں پلتے تھے، مدت کے بعد غفلت چھاتی گئی، دل سخت ہوگئے وہ بات نہ رہی۔ اکثروں نے سخت سرکشی اور نافرمانیاں شروع کر دیں۔ اب مسلمانوں کی باری آئی ہے کہ وہ اپنے پیغمبر (اور پیغمبر کے بعد ان کے نائبین و ورثا) کی صحبت میں رہ کر نرم دلی، انقیاد کامل اور خشوع لذکر اللہ کی صفات سے متصف ہوں اور اس مقام بلند پر پہنچیں جہاں کوئی امت نہ پہنچی تھی۔"

(عثمانی)

ایک مومن کامل کی حقیقی تصویر اس آیت میں نظر آتی ہے کہ اس کا کام یہ ہے کہ ذکر اللہ اور دین حق جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا اس کے سامنے اس کا دل پگھل کر موم ہو جائے۔ اور کسی ایک حکم کے معاملہ میں بھی سرکشی و قساوت کا رویہ پیدا نہ ہونے پائے—— سورۂ انفال میں بھی اس مضمون کو ذکر کیا گیا ہے۔ ابتدائی آیات ۲-۳-۴ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :-

"ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے اُن پر اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں وہی ہیں سچے ایمان والے، ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب

کے پاس اور معافی اور عزت کی روزی "۔

(حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ)

بقول حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالےٰ ؛۔

"پکے مسلمانوں کا کام یہ ہے کہ ہر معاملہ میں خدا سے ڈریں' آپس میں صلح و آشتی سے رہیں ذرا ذرا سی بات پر جھگڑے نہ ڈالیں، اپنی آرا، و جذبات سے قطع نظر کر کے محض خدا و رسول کا حکم مانیں۔ جب خدا کا نام درمیان میں آجائے ہیبت و خوف سے کانپ اٹھیں، آیات و احکام الٰہی سن کر ان کا ایمان و یقین زیادہ مضبوط ہوتا رہے (اور) اس قدر مضبوط و قوی ہو جائے کہ ہر معاملہ میں اُن کا اصلی بھروسہ اور اعتماد بجز خدا کے کسی پر باقی نہ رہے، اسی کے سامنے سر عبودیت جھکائیں، اسی کے نام پر مال و دولت خرچ کریں۔ غرض عقیدہ، خُلق عمل اور مال ہر چیز سے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش میں رہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو سچا اور پکا ایماندار کہا جا سکتا ہے جو خدا کے یہاں اپنے اپنے درجہ کے موافق بڑے بڑے مقامات و مراتب قرب پر فائز ہوں گے جنہیں معمولی کوتاہیوں سے درگزر کر کے عزت کی روزی سے سرفراز کیا جائے گا"۔ رزقنا اللہ منہ بفضلہ ومنّہ ص۲۳

کتاب الٰہی کے اثرات

گویا کتاب الٰہی اور نام خدا کا اثر یہ ہونا چاہیئے کہ اس کے سامنے آدمی کا دل پگھل جائے۔ پھر چنیں و چناں کی گنجائش نہ رہے اور آدمی مرضی مولا کے سامنے سر نیاز جھکالے۔ گویا حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ کی طرح ہو جائے جنہوں نے سورۂ حدید کی وہ آیت سنی جو ابتداء میں عرض کی گئی تو ان کی زندگی کا کانٹا بدل گیا ورنہ اس سے قبل وہ ڈاکو ہی نہ تھے اس طبقہ کے سردار تھے لوگ ان سے خوف کھاتے، ان کے ہاتھوں پریشانیاں برداشت کرتے لیکن یہ آیت ایک مرحلہ پر ان کے کان میں پڑی تو دل کی دنیا بدل گئی اور وہ توبہ کر کے مقام قرب و ولایت پر سرفراز ہو گئے۔

خود دور نبوی میں حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا واقعہ بہت معروف ہے کہ وہ آپ کے سخت ترین دشمن تھے لیکن اپنی ہمشیرہ جو ان سے قبل مسلمان ہو چکی تھی، کی زبان سے قرآن سن کر دل کی سیاہی، غفلت اور قساوت و سختی دور ہو گئی اور ایسی دور ہوئی کہ پھر نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ حق عمرؓ کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔

قرآن عزیز پڑھنا اور سننا اور اس پر اثرات کا مرتب ہونا ایسی لابدی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں خود حضور اقدس علیہ السلام جو مہبط وحی تھے رات رات بھر قرآن پڑھتے، روتے روتے آنسوؤں کا سیلاب امنڈ آتا، ہچکیاں بندھ جاتیں اور سینہ مبارک سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں آنا شروع ہو جاتیں۔ دوسروں سے قرآن کی سماعت کا آپ کو شوق تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمائش کر کے قرآن سننا اور پھر رو رو کر بے حال ہو جانا حدیث سے ثابت ہے۔

قساوت و سخت دلی

اس کے بالمقابل قساوت و سخت دلی خدا کو انتہائی ناپسند ہے۔ پچھلی آیت میں اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کی طرح ہو جانے سے روکا جو اس مرض سنگدلی کا شکار ہو گئے۔ بقول ایک صاحب دل کہ سنگدلی پسندیدہ چیز ہوتی. تو اللہ تعالےٰ خود ہی پتھر کا دل بنا دیتے، دل کی تخلیق جس طرح کی گئی اور اس کا جو انداز ہے

وہ بذات خود قساوت کے خلاف ہے اور قساوت کا مظاہرہ دل کا غلط استعمال ہے۔ سورہ بقرہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے یہود کے ایک واقعہ کا ذکر کیا کہ پیغمبر وقت نے ایک بات ان سے کہی وہ سوال در سوال کرتے رہے تا آنکہ بہت مجبور ہو کر تعمیل حکم پر آمادہ ہوئے اس واقعہ کو اللہ نے ذکر کر کے فرمایا کہ اے یہود! اس کے باوجود تمہارے دل پتھروں سے۔ زیادہ سخت ہو گئے۔ اتنا بڑا واقعہ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک عزیز نے اپنے چچا کو دولت کے لالچ میں قتل کر دیا۔ چنانچہ گائے ذبح کر کے اس کے گوشت کا ٹکڑا مردے سے مَس کیا گیا تو اس نے قاتل بتلا دیا۔ قاتل کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ كذالك يحيي الله الموتىٰ۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ مردوں کو زندہ کرے گا۔ اور تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلائے گا ——— لیکن افسوس اس حد تک ہو جانے کے بعد بھی تمہارے دل پر چوٹ نہ لگی، تمہیں ذرہ برابر خیال نہ آیا، پتھروں سے تم بڑھ گئے۔ حالانکہ پتھروں سے بھی پانی رسنے اور بہنے لگتا ہے۔ لیکن تم ہو کہ اللہ کی بات تم پر اثر کرتی ہے نہ اللہ کے بندوں میں سے کسی کی ——— اور یہ کیفیت دل کی مردنی پر دلالت کرتی ہے اور جب دل مر جاتے ہیں، غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں تو پھر انسان اللہ کی عنایتوں اور رحمتوں سے محروم ہو جاتا ہے اور جب کوئی من حیث القوم دل کی قساوت و غفلت کا شکار ہو جائے تو زود یا بدیر دنیا سے مٹ جاتی ہے۔

اس لئے سوچنے کا وقت ہے اور اپنے حالات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ کا کلام ہمارے اندر موجود ہے۔ حضور اقدس علیہ السلام کی سیرت مبارکہ کا ایک ایک گوشہ واضح ہو چکا ہے عجائبات قدرت میں سے ایسی ایسی چیزوں کا ظہور ہو چکا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے لیکن مسلمان قوم کی عقل پر پتھر پڑ گئے۔ اس کی عقل و خرد معطل و بیکار ہو گئی۔ کوئی حادثہ، کوئی المیہ اس کی غفلت کو دور نہیں کرتا۔ بلکہ ہر آنے والا حادثہ غفلت کے دبیز اور تہہ در تہہ پردوں کو اور زیادہ مسلّط و دبیز کرنے کا باعث بن رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کی دنیا اجڑ گئی اور بالکل سونی ہو گئی۔ اس کا علاج یہی ہے کہ عزم و ہمت کے ساتھ رخت سفر باندھا جائے اہل حق اور اہل قلوب کو تلاش کیا جائے کہ بہر طور ابھی دنیا ان سے خالی نہیں، ان کی مجالس مبارکہ میں بیٹھ کر دل کی قساوت نفسی کا علاج کیا جائے اور قلوب کا زنگ دھویا جائے دل بیدار ہو گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ قافلۂ اسلام و مسلمین پھر سے چل کھڑا ہو گا اور آج کی نامرادیاں کامیابیوں سے بدل جائیں گی۔

ترجمہ: میاں ریاض الحق فاروق

۱۰۰ سو مسائل

سوال نمبر ۱۲: زیارت قبور صحابہ کرامؓ، تابعین کرام اور تبع تابعین سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، تبع تابعین اور ہر دور کے علماء وصلحاء سے زیارت قبور ثابت ہے۔ جیسا کہ شرح الصدور میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل مذکور ہے۔ نیز یہ کہ جس کام کے لئے حدیث میں اجازت مذکور ہو اس کام کے لئے علماء وصلحاء کے تعامل پر انحصار ضروری نہیں۔ لیکن زیارت قبور کے سلسلہ میں یہ امر لازمی ہے کہ زیارت کا وہی طریقہ شرعی اور مسنون کہلائے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے آج کے دور میں بعض لوگ مزارات اور قبرستانوں میں جو بدعات کرتے ہیں۔ ان سے احتراز لازمی ہے جیسا کہ ان کی تفاصیل آئندہ جوابات میں آئیں گی۔

ف: یہ تمام شکوک و شبہات اس بنیاد پر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز اسلام میں جہالت و گمراہی کے عام ہونے کی بنا پر مسلمانوں کو بلا وجہ قبرستان میں جانے سے منع فرما دیا تھا۔ مبادا حضرت موسیٰؑ کی قوم کی طرح یہ پھر بت پرستی سے ہٹ کر قبر پرستی میں ملوث ہوں۔ مگر جب تعلیم و تربیت کی تکمیل ہو گئی۔ شرک و توحید کی پہچان کرا دی تو پھر مزارات اور قبرستان میں جانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ جیسا کہ احادیث مذکورہ سے ثابت ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آداب مشروعہ بھی بتلا دئے۔

سوال نمبر ۱۳: زیارت قبور کے لئے جماعت یا گروہ کی صورت میں جانا کیسا ہے؟

جواب: صورت مذکورہ میں چند تفاصیل ہیں:

۱۔ اگر زیارت قبور و مزارات اس انداز سے ہو جو انداز سید کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات سے منقول ہے یا آپؐ نے اس پر عمل کر کے دکھایا ہے تو یہ مسنون و مستحب ہوگا۔ اور وہ یہ کہ جب قبر کے قریب پہنچے تو

السلام علیکم دار قوم مومنین

اے مومن اہل خانہ تم پر سلامتی ہو۔ کہے مُردوں کے لئے دعا و مغفرت کرے اور گناہوں کی معافی مانگے، دنیا سے بے رغبت ہو کر خدا کو یاد کرے۔ اور قبرستان میں آخرت اور قبر کے عذاب سے خوفزدہ ہو۔ جیسا کہ حدیث ابن ماجہ و مشکوٰۃ میں ہے کہ:

"زیارت مقابر دنیا میں زہد اور آخرت کی یاد کے لئے ہے۔"

یہ مسنون طریقہ ہے اور اس انداز سے اولیاء، شہداء اور عام مسلمانوں کے مقابر میں جانا فائدہ مند ہے اور شاہان و اغنیاء کی قبروں سے زیادہ عبرت حاصل ہوگی۔

۲۔ زیارت قبور کی دوسری صورت یہ ہے کہ قبرستان میں جا کر وہ کام کرے جن کی بابت حدیث میں مذکور نہیں کہ یہ افعال قبرستان میں کئے جائیں مثلاً مزار کو چومنا، مزار کے سامنے جھکنا، قبرستان میں ہنسنا، قہقہے لگانا، سونا، بلند آواز سے قرآن پڑھنا، بے فائدہ کلام وغیرہ مکروہ ہے۔ جیسا کہ فتح القدیر، بحر الرائق اور فتاویٰ عالمگیری میں ذکر ہے کہ:

"ہر وہ کام جس کا کرنا سنت صحیحہ سے ثابت نہ ہو ایسا کام قبرستان میں مکروہ ہے اور قبرستان میں کھڑے کھڑے دُعا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔"

نیز یہ کہ قبرستان میں قبر کو چھونا، چُومنا، قبر کے سامنے جُھکنا اور اپنے منہ کو خاک آلود کرنا نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ اس کی تفصیل کے لئے اب مختلف کتب کی عبارات اور ائمہ مجتہدین کے اقوال ملاحظہ کیجئے:

فقیہہ ابو اللیثؒ، حافظ ابو موسیٰؒ

اور امام زعفرانیؒ نے ان تمام امور سے منع کیا ہے اور ان امور شنیعہ کو جاہلوں کا وطیرہ بتایا اور کہا ہے کہ قبرستان میں اس قسم کے افعال جو عامۃ المسلمین کرتے ہیں یہ زمرۂ بدعت میں داخل ہیں (جن سے بچنے کی تاکید احادیث میں بے شمار مواقع پر مندرج ہے)

کشف الغطاء، دستور القضاۃ اور ملا علی قاریؒ کی شرح عین العلم میں ہے کہ:

"قبرستان میں سونا، نماز پڑھنا، قبر کو چھونا، چومنا وغیرہ ممنوع و محذور ہے۔ یہاں تک کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے روضہ کو بھی چومنا اور چھونے وغیرہ کی ممانعت آئی ہے کیونکہ صرف حجر اسود کو چومنے کی اجازت شرعی طور پر ہے۔"

اسی طرح جامع الصغیر میں علامہ سیوطیؒ نے تحریر فرمایا کہ:

"قبروں کی زیارت کو جایا کرو کیونکہ اس سے موت کی یاد آتی ہے۔ مُردوں کو غسل دیا کرو کیونکہ اس سے مردہ دل کا علاج ہوتا ہے اور نصیحت ملتی ہے۔ نماز جنازہ میں شرکت کرو تاکہ تیرا دل آخرت کے خوف سے غمگین ہو۔ کیونکہ قیامت سے خوف کھانے والا حشر کے میدان میں عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا۔"

علامہ مناویؒ حدیث بابت زیارت قبور کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

"قبرستان میں جاؤ مگر قبروں کے چھونے اور چومنے سے پرہیز کرو۔"

جیسا کہ شرح مناسک میں امام سبکی مزید فرماتے ہیں کہ:

"قبروں کو چھونا، چومنا وغیرہ افعال بدعت قبیحہ ہیں۔"

اسیطرح کے اقوال کتاب شجرۃ الایمان میں، شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اور دیگر ائمہ نے مذکورہ افعال کو ممنوع و محذور کہا ہے اور امام محمدؒ وغیرہ ائمہ احناف نے اس فعل شنیع سے پرہیز کی تاکید کی ہے۔

۳۔ زیارت قبور میں تیسری بات قابل غور یہ ہے کہ اگر قبرستان میں جا کر مزار کا طواف کیا یا رقص و سرود میں مشغول ہوا یا آلات لہو و لعب (ڈھولک، تنبورہ، بانسری وغیرہ) یا قبر پر بطور تعظیم غلاف کا چڑھانا وغیرہ حرام ہے۔ فتاویٰ حمادیہ میں فقیہہ ابوجعفرؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اگر بادشاہ، امیر وغیرہ کے سامنے زمین کو بوجہ تعظیم بوسہ دیا تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا۔"

۴۔ زیارت قبور میں چوتھی صورت یہ ہے کہ قبر کے قریب جا کر سجدہ عبادت کرے یا صاحب مزار سے اپنی کوئی حاجت طلب کرے مثلاً اولاد، شفا مرض، کشائش رزق، مصائب و آفات سے چھٹکارا وغیرہ کے لئے مزارات پر جا کر نذر ماننا یا صاحب مزار کو امور عالم میں متصرف و شریک سمجھ کر ان سے دعا کرنا، کفر و شرک ہے۔

الاحناف حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روضہ اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد طواف نہ کرے کیونکہ طواف بیت اللہ کے لئے مخصوص ہے اور انبیاء و اولیاء کے مزارات کا طواف حرام ہے۔ اور علماء و مشائخ کی صورت عوام کے کثرت عمل سے استدلال کرنا کوئی معنی اور حقیقت نہیں رکھتا۔ نیز یہ کہ مزار کے سامنے جھکنا، مزار کو بوسہ دینا بدعت مکروہہ ہے جبکہ سجدہ کرنا تو شرک جلی ہے زائر کو دیگر جاہل زائرین کے دیکھا دیکھی دھوکہ میں پڑ کر ایسے جاہلانہ اور مشرکانہ افعال نہیں کرنے چاہئے۔

اسیطرح نہر الفائق، غایۃ البیان، بحر الرائق اور کفایہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ کعبہ شریف کے علاوہ مسجد نبوی کا طواف بھی جائز نہیں۔

سوال نمبر ۱۴: زیارت قبور کے لئے کسی ایک دن کو مخصوص کرنے کی بابت حکم شرعی کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: ہفتہ بھر میں سے ایک دن کو مخصوص کرنے کی بابت احادیث کی متداول کتب اور فقہ کی مستند کتب میں کوئی چیز ثابت نہیں۔ البتہ فتاویٰ عالمگیریہ میں مرقوم ہے کہ:

"اگر پیر، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے روز زیارت قبور کے لئے جایا جائے تو بہتر ہے۔"

اسی طرح امام بیہقیؒ نے جو روایت نقل کی ہے کہ:

"جس نے والدین یا کسی ایک کی
زیارت جمعہ کے روز کی اس کے گناہ
بخش دیئے جائیں گے اور اس کے
نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی۔"
شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے
ہیں کہ اس سے مراد جمعہ اور ہفتہ ہے۔
واللہ اعلم۔

سوال ۱۵: عرس اولیاء کے
لئے کوئی دن مخصوص کرنا کیسا ہے۔
گناہ ہے یا نہیں؟

جواب: عرس کے لئے ایام
کی تخصیص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء
راشدینؓ اور ائمہ اربعہ سے نہیں ملتی۔ اور
قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ امر جس کا شریعت
مطہرہ میں ثبوت نہ ہو اور مجتہدین سے
اس کی بابت کوئی چیز ثابت نہ ہو اس
کو اپنے حال پر رکھنا چاہئے۔ جبتک
اس کے لئے کوئی (مخالف یا موافق)
دلیل نہ ہو۔ جیسا کہ تفسیرات احمدیہ
میں ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ سورۂ بقرہ
کی ایک آیت کے ضمن میں تحریر کرتے
ہیں کہ:

"اشیاء میں اصل اباحت یعنی جواز
ہے جیسا کہ ایک گروہ کا خیال ہے۔
مگر جمہور علماء کے نزدیک اشیاء میں
اصل حرمت ہے۔"

یا اشیاء غیر منطوقہ میں اصل توقف
ہے۔ جیسا کہ درمختار کتاب الوضوء
میں ہے کہ:

"اشیاء میں اصل توقف ہے۔"

نیز کتاب الجہاد میں باب الاستیلاء
کے تحت ہے کہ:

"اشیاء میں اصل توقف ہے،
جیسا کہ اہل سنت کا موقف ہے۔ اور
معتزلہ کے نزدیک اباحت اصل ہے۔"

اسی طرح شرح منار میں بھی ہے۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ اشیاء میں
اصل حرمت، اباحت، توقف ہے۔
اب جاننا چاہئے کہ یہ فرض کر لیا جائے
کہ عرس کے ایام کی تخصیص کے مسئلہ
میں حرمت یا توقف لازم ہے۔ اور
حرمت کی صورت میں معاملہ واضح ہے۔
اور اگر اباحت (جواز) کو اصل اور درست
مان لیں تو بھی عرس کے لئے ایام کی
تخصیص میں دو خرابیاں واضح ہیں جن
کی وجہ سے یہ ممنوع و مردود ہے،
جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی
ایک روایت امام نسائیؒ کے حوالہ
سے مشکوٰۃ المصابیح میں موجود ہے کہ:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے گھروں
کو قبرستان مت بناؤ اور میری قبر
کو عیدگاہ (مقام اجتماع) نہ بناؤ اور
مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تم جہاں کہیں
بھی ہوگے تمہارا درود مجھ تک (فرشتوں
کے ذریعے) پہنچایا جاتا ہے۔"

اس حدیث کی وضاحت مجمع البحار
میں یوں کی گئی ہے کہ:

"میرے مزار کی زیارت کو تم لوگ
عید (میلہ) نہ بنانا، یا یہ کہ میرے مزار
کو عیدگاہ (میلہ گاہ) نہ بنانا۔ یا یہ کہ
میرے مزار پر تم لوگ بغرض زیارت
یوں جمع نہ ہونا جیسے لوگ عید کے روز
جمع ہوتے ہیں کیونکہ عید یا میلے کا دن
(عموماً) کھیل کود اور خوشی کا دن کہلاتا ہے
حالانکہ زیارت قبور کا مقصد یہ نہیں۔
اور اہل کتاب کے دلوں میں شقاوت
اور بدبختی اس لئے ہی ظاہر ہوئی کہ
وہ مزارات انبیاءؑ و اولیاءؒ کو میلہ گاہ
اور سجدہ گاہ بناتے تھے۔"

مذکورہ وجہ تو مزارات کے نزدیک
عرس کے انعقاد کی ممانعت پر دلالت
کرتی ہے۔ اگر عرس مزار کے علاوہ کسی
دیگر مقام پر ہو تو پھر وجہ ممانعت یوں
ہوگی کہ شریعت مقدسہ میں شعائر اسلام
کے اہتمام کا حکم تو واضح و ظاہر ہے
جیسے نماز جمعہ، جماعت پنجگانہ، عیدین،
جہاد، امور حج (طواف بیت اللہ،
سعی، وقوف عرفہ و مزدلفہ، اقامت منیٰ،
رمی جمار، ذبح ہدی، تکبیرات تشریق اور
سر منڈانا)

اس کے علاوہ شریعت مطہرہ میں
کسی دیگر امر کے اہتمام کا تذکرہ ہمیں
نہیں ملتا حالانکہ دور حاضر میں اس بات
کو شدت سے محسوس کر رہے ہیں کہ
ہم اولیاء کرامؒ اور مشائخ عظامؒ کے اعراس
کا اہتمام جس ذوق و شوق اور جوش و
ولولہ کے ساتھ ہوتا ہے شعائر اسلام
کا اسقدر اہتمام تو کجا ہمیں اس کا خیال
تک نہیں رہتا بلکہ شرکت عرس کی وجہ
سے اکثر و بیشتر ہماری نمازیں اور دیگر عبادات
فرضیہ تک متاثر ہوتی ہیں۔ اور عرسوں
کے موقعہ پر شور شرابا، آرائش و زیبائش،

لباس فاخرہ کا استعمال یوں کیا جاتا
ہے جیسے کوئی خوشی کی تقریب ہو۔
اور بعض اعراس میں تو ایسی قبیح حرکات
کا ارتکاب بھی شرکاء کرتے ہیں جن سے
سید کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات
نے منع فرما دیا (مثلاً ناچ رنگ، گانا
بجانا، عورتوں اور مردوں کا اختلاط،
اخراجات میں فضول خرچی، ریاکاری
وغیرہ) حالانکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے مرض الموت میں ایسے امور
شنیعہ سے بچنے کی تاکید فرمائی ملاحظہ
ہو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت:

لعن اللہ الیھود والنصاریٰ
اتخذوا قبور انبیائھم مساجد
یحذّر ما صنعوا۔

یعنی یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ
کی لعنت و پھٹکار کا ایک سبب یہ بھی
تھا کہ انہوں نے انبیاء کرامؑ کے
مزارات کو سجدہ گاہ بنا لیا۔
اور جو انہوں نے کیا اس سے
بچنا چاہئے۔

خلاصہ کلام یہ کہ جن امور یا شعائر
اسلام کا اہتمام یا تاکید پیغمبر اسلام
نے کی ہے ان کا اہتمام کرنا اور جن
کی تاکید اور اہتمام کا حکم نہ فرمایا ان
سے بچنا ہی اسلام کا منشاء و مقصود
ہے۔ اسی وجہ سے علماء فرماتے ہیں
کہ عرس کے لئے ایام کی تخصیص و تعیین
کے جواز پر کوئی سند موجود نہیں۔

دلائل مذکورہ کے بعد اب ہم ایک
شبہ کا ازالہ کرتے ہیں جو بعض لوگ
پیش کرتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ
وسلم ہر سال کوہ احد پر شہداء احد کے
ایصال ثواب کے لئے تشریف لے جایا
کرتے تھے۔

یہ استدلال درست نہیں کیونکہ جن
کتب و حدیث میں یہ مذکور ہے وہ
صحاح ستہ سے خارج ہیں اور ان میں
ہر قسم کی موضوع وضعیف قسم کی روایات
کو بھی جمع کیا گیا ہے۔

جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
جریر بن محمد بن ابراہیم سے نقل کرتے
ہیں کہ:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال
کے آغاز میں شہداء کے مزارات پر
تشریف لے جاتے اور فرماتے۔

سلام علیکم بما صبرتم فنعم
عقبی الدار۔

نیز یہ کہ محدثین کے نزدیک یہ
روایت متصل الاسناد نہیں (یعنی کسی صحابی
کا ذکر موجود نہیں) اور ایسی روایات سے
کسی چیز کے جواز پر استدلال اصول
حدیث کی رو سے درست نہیں۔

دوم یہ کہ یہ حدیث محل ہے اور
اس کے معنی میں دو احتمال موجود ہیں۔
۱۔ کہ ہر سال کے آغاز یعنی ماہ محرم
میں تشریف لے جاتے۔
۲۔ صاحب مزار کے شہادت کے
ایام میں تشریف لے جاتے۔

اصول فقہ کے قواعد کی رو سے
ایسی احادیث سے استدلال اس وقت
تک درست نہیں جب تک کسی دوسری
صحیح اور متصل الاسناد حدیث سے اس
اجمال کی وضاحت نہ ہو جائے۔

سوم یہ کہ اس حدیث سے بدرجہ
اسقدر معلوم ہوا کہ آپ مزارات
شہداء پر تشریف لے جاتے حالانکہ تمام
مسلمان اس کو نہ صرف جائز بلکہ فعل
مستحسن قرار دیتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے "تذکیر موت" کے لئے اس
کا حکم بھی فرمایا۔

مگر اس حدیث سے عرس منعقد کرنا
اور عرس کے لئے تخصیص ایام کا ثبوت
تو نہیں ملتا۔ کیونکہ اگر کوئی شخص ہر روز،
ہر ہفتہ، مہینہ بعد، سال بعد قبرستان
میں جائے تو اس کو عرس نہیں کہا جاتا۔

اور دور حاضر میں عرس کے لوازمات
کچھ اس طرح ہیں۔ جس روز کوئی بزرگ
انتقال کر گیا ہو اس روز لوگ اعلیٰ لباس
زیب تن کر کے، مزار کے قرب و جوار
یا کسی دوسرے مقام پر اکٹھے ہوتے
ہیں وہاں رقص و سرود، کھیل کود کے
سازو سامان کے ساتھ بازاروں میں
نمودار ہوتے ہیں میلے کا سماں ہوتا ہے،
اس میں استغفار، تذکیر آخرت اور ایصال
ثواب کا نام و نشان تک نہیں ہوتا
حالانکہ زیارت قبور کا مقصد استغفار
اور تذکیر موت ہے۔

ایک اور استدلال جو اس موقع پر
کیا جاتا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں مجالس
میلاد کا انعقاد بھی ہوتا ہے حالانکہ یہ
نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ماہ وفات
ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کے ایام ہائے وفات

(باقی ۱۳ پر)

حج اور سیاست

مولانا محمد اسحاق صدیقی ۔ کراچی

حج ایک بے نظیر عبادت ہے۔ جس کی رُوح محبت الٰہی کا اظہار اور اضطراب دل بے قرار ہے ۔ اس میں جو مخصوص اعمال سرانجام دیئے جاتے ہیں ان میں اس روح کی روشنی صاف نظر آتی ہے ۔ اور وہ سراپا حکمت ہونے کے باوجود، عقل انسانی کی توجیہات سے بے نیاز ہیں ۔ ان کا حسن وجمال ذوقِ سلیم اور وجدان صحیح سے تو محسوس کیا جا سکتا ہے ۔ مگر عقل کی آنکھیں ان کی نورانیت کی وجہ سے خیرہ ہو کر اس کے ادراک سے قاصر رہتی ہیں ۔ اہل محبت اور اعمال محبت وعشق کے اجتماع سے جو فضا پیدا ہوتی ہے وہ امت کے اجتماعی ایمان کو قوت پہنچاتی ہے ۔ اس سے صرف حجاج ہی کا ایمان قوی نہیں ہوتا بلکہ پوری امت کا ایمان بحیثیت امت قوت حاصل کرتا ہے ۔ البتہ منافقین اس سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتے کیونکہ ان کا قلب ایمان سے خالی ہوتا ہے ۔

اس عبادت کے خصوصیات اور اس کی مخصوص عظمت کی وجہ سے اس کے کچھ خاص آداب بھی مقرر فرمائے گئے ہیں، اور ان آداب کی خواہ وہ عام ہوں یا خواص، سخت تاکید فرمائی گئی ہے ۔ ان آداب میں ایک اہم ادب یہ بھی ہے کہ اس پورے سفر میں "جدال" یعنی جھگڑے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے ۔

عام حالات میں بھی بے جا "جدال" ممنوع ہے ۔ لیکن بعض صورتوں میں وہ شرعاً بے جا نہیں رہتا اور مسلمان کو اس کی اجازت دی گئی ہے ۔ مگر حج کے موقع پر اس جدال مباح کی بھی ممانعت فرمائی گئی ۔ اس کی ایک حکمت بھی واضح ہے ۔ اس موقع پر "جدال" سے اس یکسوئی میں یقیناً خلل واقع ہوگا جو "حج" کی جان ہے ۔ کیونکہ وہ جذبۂ محبت رب العالمین کو قوت وطاقت پہنچاتی ہے ۔ اور "حج" اسی جذبۂ محبت وعشق کا مظہر ہے ۔ اس حکمت کے پیش نظر ہر قسم کے "جدال" کی قطعی ممانعت فرمائی گئی ۔ خواہ زبانی یا تحریری بحث ومباحثہ ہو، یا سیاسی نعرے بازی اور پروپیگنڈا۔ یہ سب چیزیں احترام حرم اور آداب حج کے خلاف اور حدود "جدال" میں داخل ہیں اس لئے ممنوع ہیں ۔

اس مرتبہ حج کے موقع پر ایک گروہ منافقین نے سیاسی نعرے بازی اور ہنگامہ پیدا کر کے الحاد فی الحرم کا جو ارتکاب کیا ہے وہ لائق صد ہزار نفرین ہے ۔ یہود کی دوستی میں یہ منافقین اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ حرمین شریفین کی حرمت پر بھی حملہ کرنے سے نہیں چوکتے ۔ انہوں نے حرم شریف میں ہنگامہ برپا کر کے اس کی بے حرمتی کی ۔ اور ایسے مکروہ نعرے لگائے جو مسلمانوں یعنی اہل سنت کے لئے سخت دلآزار اور اشتعال انگیز تھے ۔ یہی نہیں بلکہ اپنے قائد کی تصویر کی نمائش وتکریم کر کے اپنی مشرکانہ ذہنیت کا اظہار اور الحاد فی الحرم کا ارتکاب کیا ——— ان لوگوں کا رویہ بھی بہت افسوسناک ہے جو "حج" کے "سیاسی پہلو" پر خامہ فرسائی کر کے اپنی پست اور مادہ پرستانہ ذہنیت کا اظہار اور ان ملحدین فی الحرم کی تائید کر رہے ہیں ۔ ان کی یہ نکتہ آفرینی شاعرانہ ہونے کے ساتھ سفیہانہ اور گمراہ کن بھی ہے ۔ "حج" کوئی سیاسی اجتماع یا مؤتمر نہیں ہے ۔ بلکہ صرف عبادت ہے ۔ اس میں سیاسی پہلو نکالنا محض اختراع اور بدعت ہے ۔ جس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ۔ اس کی تو یہ خصوصیت ہے کہ اس کے زمانہ میں سیاسی، معاشی، معاشرتی وغیرہ ہر قسم کے اختلافات سے اپنا چہرہ

چھپا لیتے ہیں ۔ اور اس وقت تک سامنے آنے کا نام تک نہیں لیتے، جب تک حجاج حج سے فراغت کر کے واپس نہیں ہو جاتے ۔ اس اجتماع عظیم میں جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی، اگر سیاسی اختلافات کی بحثیں چھیڑی جائیں تو روح حج مفقود ہو جائے اور "جدال" ممنوع کا دروازہ کھل جائے ۔ اور بکثرت لوگوں کے لئے حج کرنا مشکل ہو جائے بلکہ عجب نہیں کہ یہ بحثیں "جدال" اور "جنگ" پر منتہی ہوں ۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اس عبادت عظیمہ کے سیاسی فوائد کی طرف اشارہ تک نہیں ملتا ۔ بلکہ "جدال" کی ممانعت فرما کر سیاسی مناقشات کی بھی ممانعت فرمائی گئی ہے ۔ جیسا کہ مذکور ہو چکا ۔

اس میں کلام نہیں کہ حج کے اجتماع سے مختلف اقوام وممالک کے مسلمانوں کے درمیان ایک ربط پیدا ہوتا ہے ۔ جس کے بعض سیاسی فوائد بھی حاصل ہو سکتے ہیں ۔ لیکن اس سے کسی طرح یہ لازم نہیں آتا کہ اس موقع پر سیاسی نقطۂ نظر سے یہ ربط پیدا کیا جائے ۔ جس طرح حج سے بہت سے تجارتی فوائد ومنافع بھی حاصل ہو سکتے ہیں، بلکہ ہوتے ہیں لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ ان منافع کو حاصل کرنے کے لئے حج کیا جائے ۔ یا "حج" میں ایک تجارتی پہلو نکالا جائے ۔ "حج" کا کوئی تجارتی پہلو نہیں ہے ۔ اسی طرح اس کا کوئی سیاسی پہلو بھی نہیں ہے ۔

نماز میں جو روز مرہ کی عبادت ہے میں بہت سے دنیوی فوائد بھی ہیں، سیاسی، معاشی اور معاشرتی منافع اور فوائد بھی نماز با جماعت سے حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔ لیکن انہیں نماز کا مقصد سمجھنا، اور اس کے ذریعہ سے انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرنا جائز نہیں ۔ جو شخص نماز با جماعت ان فوائد ومنافع کے لئے ادا کرے اسے نماز کا کوئی ثواب حاصل نہیں ہوگا ۔ اور اس کی نماز بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت نہیں حاصل کر سکتی ۔

مکہ معظمہ کو اللہ تعالیٰ نے "البلد الامین" ۔ یعنی "پر امن شہر" کا لقب عطا فرمایا ہے ۔ اور اس کی عظمت نیز دین اسلام کی حقانیت کی آیات یعنی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ "جو شخص حرم شریف میں داخل ہو جائے وہ "مامون" اور "محفوظ" ہو جاتا ہے "۔ انسان تو انسان وہاں کے حیوانات کو بھی خوفزدہ کرنا غضب الٰہی کا سبب ہوتا ہے ۔ کیا کوئی عقل یہ بات تسلیم کر سکتی ہے کہ ایسی جگہ جہاں شریعت اسلامیہ کو ہر طرح امن وسکون مطلوب ہو، سیاسی نعرے بازی یا پروپیگنڈا کے سازشی مباحثے جائز ہوں ۔ حج کے دَوران حرمین شریفین میں اس قسم کی سرگرمیاں یقیناً معصیت کبیرہ ہیں اور ان کا مرتکب ملحد ہے ۔ ایسے ملحدوں کی تائید کرنے والے بھی ان کے گناہ عظیم میں برابر کے شریک ہیں ۔

بقیہ : سو مسائل

پر بھی جو مجالس ہوتی ہیں ان کا جواز نہیں ملتا ہے ۔

سمجھنا چاہئے کہ مجالس میلاد کا انعقاد خود ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے ۔ کیونکہ قرون خیر (صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے ادوار خیر) میں اس کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا یہ بھی بعد کی ایجاد ہے ۔ نیز یہ کہ مجالس میلاد میں آقائے کائنات، علیہ التحیۃ والتسلیمات کے ذکر ولادت اور آپ کے اخلاق جمیلہ کا تذکرہ ہوتا ہے اور ہر ایسی محفل میں جس میں بدعات شنیعہ اور امور قبیحہ نہ ہوں اس میں وعظ ونصیحت، اعمال صالحہ کی ترغیب اور موت کی تیاری کا تذکرہ ہو تو محمود ومستحسن ہیں جبکہ عرس میں یہ پہلو بھی نہیں پایا جاتا بلکہ اس میں امور قبیحہ (جیسا کہ مذکور ہوئے) کی کثرت وبھرمار ہوتی ہے ۔ اس کی مزید تفصیل کے لئے 'سیرت شامی' ملاحظہ کی جا سکتی ہے ۔

بقیہ : طبی مشورے

کے لئے ریوند چینی شہد میں ملا کر رات سوتے وقت چہرے پر لگائیں ۔ اس سے پہلے چہرے کو گرم پانی سے دھو لیں ۔

کیل دُور کرنے کے لئے

انگور کی لکڑی کی راکھ سرکہ میں ملا کر لگایا کریں ۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی ترجمان القرآن کی تکمیل[1]

(ایڈیٹر)

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد قدس سرہ نے اپنے عقیدہ و مسلک کا ایک جگہ اس طرح اظہار کیا ہے؛

انسانی اعمال کی کوئی شاخ ہو ہم اسے مذہب ہی کی نظر سے دیکھتے ہیں ہمارے پاس اگر کچھ ہے تو صرف قرآن ہے اس کے سوا ہم اور کچھ نہیں جانتے۔ ساری دنیا کی طرف سے ہماری آنکھیں بند ہیں اور تمام آوازوں سے کان بہرے ہیں اگر دیکھنے کے لئے روشنی کی ضرورت ہے تو یقین کیجئے کہ ہمارے پاس تو "سراج منیر" کی بخشی ہوئی ایک ہی روشنی ہے اسے ہٹا دیجئے گا تو بالکل اندھے ہو جائیں گے۔ کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور۔ قرآن ایک کتاب ہے جو تم پر نازل کی گئی اس لئے کہ انسان کو تاریکی سے نکالے اور روشنی میں لائے ـــــ ہمارے عقیدے میں تو ہر وہ خیال جو قرآن کے سوا کسی اور تعلیم گاہ سے حاصل کیا گیا ہو، ایک کفر صریح ہے۔

(الہلال کے مقاصد اور پولیٹیکل تعلیم الہلال ۸ دسمبر ۱۹۱۲ء ص۵)

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

میرا یقین ہے کہ مسلمانوں کی زندگی اور سعادت کے لئے سرچشمہ حیات حقیقت قرآنی کا انبعاث ہے۔ (ترجمان القرآن جلد اول ص۷۵)

قرآن عزیز سے متعلق ان کا چونکہ یہ ذوق و مسلک تھا اس لئے انہوں نے اپنی تمام تر عقیدتوں کا مرکز اس "کتاب ہدیٰ" کو بنایا اور اس کی روشنی بکھیرنے کی غرض سے الہلال نکالا البلاغ نکالا، مدرسہ دارالارشاد کی نیو رکھی البیان والبصائر کی سعی کی، حزب اللہ کا ڈول ڈالا اور ترجمان القرآن کے عنوان سے تفسیر و ترجمہ کی گراں بہا خدمت سرانجام دی ـــــ اسی پر بس نہیں تھا قرآن کی روشنی کو پھیلانے کے لئے انہوں نے اور بہت کچھ سعی کی بہت کچھ لکھا جس کی تفصیل تفسیر ترجمان القرآن جلد سوم مطبوعہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور میں شامل ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہانپوری کے مقالہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔

مولانا المحترم انگریزی استبداد سے نبرد آزما تھے ـــــ اور یہ ان کا دینی فرض تھا بقول مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ جو قرآن انگریز کی غلامی و ملازمت سے نہیں نجات نہیں دلا سکتا میرا اس قرآن سے کیا تعلق؟ میرا قرآن وہ ہے جس کو پڑھ کر آدمی غلامی کی زندگی پر قطعاً قناعت نہیں کر سکتا۔ روایت مولانا عبیداللہ انور ـــــ (یہ بات مولانا سندھی نے مسٹر غلام احمد پرویز کو کہی جو بزعم خویش قرآن کا خادم تھا لیکن انگریز کا غلام) ـــــ انگریز سے اس نبرد آزمائی کی انہیں بڑی کڑی سزا ملی لیکن انہوں نے ہر سزا خندہ پیشانی سے برداشت کی ـــــ کیوں؟ اس لئے کہ راہ حق کے مسافروں کا یہی ذوق و مسلک ہوا کرتا ہے ـــــ سب سے بڑی سزا ہمارے خیال میں ان کے مسودات کی بربادی تھی بالخصوص وہ مسودات جن کا تعلق ترجمہ و تفسیر سے تھا ـــــ ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہانپوری کے مضمون مشمولہ تفسیر ترجمان القرآن جلد سوم (جس کا حوالہ پہلے گذرا) کے مطالعہ سے تفصیل معلوم ہو سکتی ہیں اور مزید تفصیل مطلوب ہو تو ترجمان القرآن جلد اول کے دیباچہ میں

[1] ۶۶۵ بڑے صفحات مضبوط جلد۔ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور سے دستیاب ہے۔

خود مرحوم کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔

جلا وطنی کا مرحلہ آیا تو مولانا ۸ پاروں کا ترجمہ مکمل کر چکے تھے اور تفسیر سورۂ نساءٔ تک ہو چکی تھی ـــــ نظر بندی کے دوران نویں پارے سے اس لئے کام شروع کیا کہ پہلے مسودات جو ضبط ہو گئے واپس مل جائیں گے۔ لیکن انگریز جس کی انصاف پروری کا بعض بر خود غلط مسلمانوں پر بڑا اثر ہے اس نے سارا مسودہ برباد کر دیا اور مسودہ واپس نہ ملا۔ سنہ ۱۹۱۸ء تک مولانا تکمیل کر چکے تھے اور آٹھ پاروں کے مسودہ کی واپسی سے مایوسی کے بعد اس کو بھی از سر نو چند ماہ میں مکمل کر لیا تھا۔ سنہ ۲۱ء کی تحریک کے بعد جب مولانا پھر گرفتار ہو گئے تو اب کے پھر دار ہوا اور تمام مسودات ضبط ـــــ حتیٰ کہ نصف سے زائد ترجمہ جو ٹائپ ہو چکا تھا وہ بھی ضبط ـــــ ناچار پھر از سر نو کام شروع کیا گیا اور سنہ ۱۹۳۰ء میں اس کی تکمیل کر دی لیکن قضا و قدر نے پھر حوادث سے دوچار کیا اور محض سورۂ مومنون تک کے مسودات چھپ سکے۔ باقی کہاں گئے اور مولانا کی تیسری بار کی محنت کس طرح المیہ کا شکار ہوئی اس کے متعلق چند در چند رائیں ہیں جن کا دہرانا فائدہ مند نہیں ـــــ انڈیا میں ساہتیہ اکادمی قائم ہے مقصد مولانا کی کتابوں کی جدید انداز سے اشاعت ہے۔ تفسیر ترجمان القرآن ۴ جلد، تذکرہ اور خطبات وغیرہ وہاں سے چھپے واقعی حق ادا کر دیا۔ اس میں سورۂ مومنون کے بعد سورۂ نور شامل ہے۔ اب مسئلہ تھا قرآن کے باقی بارہ پاروں کا۔ مولانا ابوالکلامؒ نے دو مرتبہ تکمیل کی جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما چکے لیکن مسودات ندارد ـــــ قدرت نے کرم کیا اور لاہور میں ترجمان القرآن کی دو جلدوں کے ناشر جناب منصور صاحب نے اپنی اکادمی ـــــ اسلامی اکادمی ـــــ کی طرف سے اس کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا۔ ایک فاضل عالم کی خدمات حاصل کی گئیں ـــــ اسم گرامی ہے مولانا محمد عبدہ ـــــ الہلال والبلاغ اور دوسرے رسائل و کتب میں کسی آیت سے متعلق یا کسی سورۃ سے متعلق جو مواد ملا اسے مولانا نے جمع کیا اور بڑا سرمایہ فراہم کر لیا ـــــ جہاں کچھ نہ ملا وہاں مولانا محمد عبدہ نے اپنی طرف سے اسی انداز سے ترجمہ و تفسیر کی کوشش کی ـــــ مولوی مدن والی بات ظاہر ہے نہ ہو سکتی تھی ـــــ لیکن مولانا محمد عبدہ نے ابوالکلامؒ کے اسلوب میں جس طرح محنت سے کام کیا اس کی داد نہ دینا ناانصافی ہے ـــــ مولانا کا یہ کارنامہ زندہ جاوید ہے فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء عربی متن سب سے اوپر ہے نیچے ترجمہ پھر تفسیر[2] ـــــ مولانا آزاد کی عبارات، انڈر لائن، باقی خالی تاکہ تمیز رہے ـــــ سات برس محنت ہوئی بارہا ایسا ہوا کہ کسی حصہ کی کتابت ہو چکی مصدقہ ذرائع سے معلوم ہوا کہ فلاں سورۃ یا آیت کے متعلق فلاں جگہ ابوالکلامؒ کے حوالہ سے بات مل سکتی ہے ہر ممکن کوشش کے بعد اسے حاصل کیا پہلی کتابت اڑا کر نئی کتابت کرائی اور اسے از سر نو جوڑا۔ اس طرح سات سال کی محنت شاقہ اور زر کثیر کے صرفہ کے بعد تیسری جلد مکمل ہو گئی۔

بقول مولانا محمد حنیف ندوی ـــــ

"ترجمان القرآن کی یہ تیسری جلد جو قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے، اگرچہ براہِ راست مولانا کی تصنیف نہیں کہلائے گی، مگر ان معنوں میں مولانا کے افکار کی آئینہ دار ہے کہ (محترم مولانا منصور احمد) ناشر نے بہ کمال محنت و کاوش الہلال، البلاغ اور ترجمان القرآن میں جا بجا بکھرے ہوئے ان تمام موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے جن کا تعلق تفسیری فوائد سے تھا اور جہاں مولانا کی کوئی تحریر نہیں ملی وہاں مولانا محمد عبدہ نے تسلسل کو قائم رکھنے کی خاطر توضیحی نوٹ لکھ کر کتاب کی افادیت کو بڑھا دیا ہے یعنی اگر بارش کی ارزانیوں سے کشتِ فکر شگفتہ و شاداب نہیں ہوتی تو پھوار کیا کم ہے۔

فان لم یصبہا وابل فطلّ

(مقدمہ تفسیر ترجمان القرآن جلد سوم ص۱۳)

قرآن کی تعلیمات سے روشناسی حاصل

[2] آخر میں ماخذ کا حوالہ۔

کرنے کا سچا داعیہ رکھنے والے عزیزان گرامی کے لئے یہ انمول تحفہ اور ایسا ہدیہ منیہ ہے جس کی کوئی قیمت نہیں اور دنیا بھر کے سیم و زر اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں ـــــ مولانا کی خوبی یہ تھی (بقول مولانا محمد حنیف ندوی) کہ وہ ایک طرف صدیوں کی علمی و تہذیبی روایات کے امین و وارث تھے تو دوسری طرف دورِ حاضر کے رجحانات، تحریکوں اور علوم سے شناسا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کسی فن یا موضوع پر بات کرتے ہیں تو انتہائی جچی تلی اور مجتہدانہ۔

(مفہوم مقدمہ ص۱۲)

مولانا محمد حنیف ندوی کے ساتھ ساتھ ندوہ کے دور اول کے فاضل گرامی علامہ سید سلیمان ندوی کی بات سن لیں فرماتے ہیں:

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نوجوان مسلمانوں میں قرآن پاک کا ذوق مولانا ابوالکلام کے الہلال و البلاغ نے پیدا کیا اور جس اسلوبِ بلاغت، کمالِ انشا پردازی اور زورِ تحریر کے ساتھ انہوں نے انگریزی خواں نوجوانوں کے سامنے قرآن پاک کی ہر آیت کو پیش کیا اس نے ان کے لئے ایمان و یقین کے نئے نئے دروازے کھول دئے اور ان کے دلوں میں قرآن پاک کے معانی و مطالب کی بلندی اور وسعت کو پوری طرح نمایاں کر دیا۔

(ابوالکلام آزاد مرتبہ عبداللہ بٹ ص۸۱)

سید صاحب مرحوم و مغفور بعد کی زندگی میں ابوالکلامؒ کی پولیٹیکل راہ سے یکسر مختلف راہ رکھنے والے بزرگ تھے بلکہ بعض مجالس میں شدت سے اختلاف کرتے لیکن ترجمان القرآن کے لئے حقیقت کا اظہار کر کے جہاں انہوں نے اپنی عظمت کا ثبوت دیا وہاں ترجمان القرآن کی اصل حقیقت سے لوگوں کو روشناس کرا دیا۔

ضرورت ہے کہ ترجمان کی تینوں جلدیں ہر گھر کی زینت بنیں بوڑھے، نوجوان، بچے مرد عورتیں اہل علم سب اس سے استفادہ کر سکیں ان پڑھوں کو پڑھ کر سنائی جائے تا کہ وہ قرآن کی حقیقی تعلیم سے روشناس ہو سکیں۔ اس تفسیر کی تکمیل کے لئے محنت کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے اجر جزیل کی درخواست ہے اور وہ یقیناً اجر و رحمت کے دروازے کھولے گا کیونکہ اس کا فرمان ہے۔

وكان الله شاكراً عليما

جامعہ توحیدیہ رجسٹرڈ جہانگیر روڈ شیخوپورہ

جامعہ توحیدیہ رجسٹرڈ بہت بڑی صلاحیت کا حامل ہے کیونکہ مدرسہ ہذا میں بیرونی طلباء ایک سو پندرہ سے زائد حفظ کر رہے ہیں مقامی بچے دو سو سے زائد ناظرہ پڑھ رہے ہیں خورد و نوش علاج معالجہ وغیرہ مدرسہ ہذا کے ذمے ہے اس کے علاوہ چار اساتذہ جو کہ بحمداللہ مایہ ناز قاریوں میں شمار ہوتے ہیں۔ بچوں کو احسن طریقے سے حفظ کروا رہے ہیں الحمدللہ کافی طلباء مدرسہ سے فارغ ہو کر مختلف مقامات پر کام کر رہے ہیں۔ ایک استاد بچوں کو فن کتابت سے روشناس کروا رہا ہے۔ مدرسہ ہذا اچھی صلاحیتوں کے باوجود ایک عظیم ترین ادارہ ہے۔ جس کی سرپرستی الحافظ القاری مولانا محمد ضیاء الدین صاحب ضیاءؔ فرما رہے ہیں جن کے شاگرد رشید ملک بھر میں ہزاروں کی تعداد میں کام کر رہے ہیں۔

بعد ازاں حضرت مولانا الحافظ القاری محمد فیض صاحب مہتمم مدرسہ تجوید القرآن رجسٹرڈ لاہور جو کہ تقریباً ڈویژن لاہور کے مدارس عربیہ کے اعلیٰ ممتحن تصور کئے جاتے ہیں انہوں نے جامعہ توحیدیہ رجسٹرڈ شیخوپورہ درجہ حفظ کے طلباء کا امتحان لیا۔ ۶۰ طلباء میں سے ۲۷ طلباء نے مقرر کردہ نمبروں میں سے پورے نمبر حاصل کر کے اول درجہ کی پوزیشن حاصل کی اور ۱۴ طلباء نے درجہ دوم کی پوزیشن حاصل کی مدرسہ کی بہترین کارکردگی کی بنا پر مرکزی محکمہ اوقاف نے بطور انعام ۵۰/۔ ۴ روپے پیش کئے۔ مدرسہ ہذا نے پنجاب کے درجہ حفظ کے جملہ مدارس میں سے تقریباً دوسری پوزیشن حاصل کی۔

نوٹ: انشاء اللہ العزیز عنقریب مدرسہ کی تعمیر کا کام شروع ہونے والا ہے۔ جس کا تخمینہ تقریباً بیالیس لاکھ ہے لہذا پُر زور اپیل کی جاتی ہے اپنے صدقات خیرات عطیات زکوٰۃ وغیرہ دیکر عنداللہ ماجور ہوں

ـــــ ترسیل زر کا پتہ ـــــ

جامعہ توحیدیہ رجسٹرڈ جہانگیر روڈ شیخوپورہ ـــــ فون نمبر ۳۶۰۴ ـــــ ۲۳۶۰

مختصر تعارف

*

مسجد مجاہدین و مدرسہ اسلامیہ

ہنسوہ ضلع فتحپور یو پی

شائع کردہ

معتمد

شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ اسلامیہ

ہنسوہ ضلع فتحپور۔ یو پی (انڈیا)

بسم الله الرحمن الرحيم

صوبہ یو پی کے ضلع فتحپور کو اپنی علم دوستی، روحانی اور مردم خیزی کے اعتبار سے امتیازی مقام حاصل رہا ہے اس ضلع کے مشہور قصبہ ھنسوہ کو علم و فضل، رشد و ہدایت میں شہرت دائمی حاصل تھی۔ یہ قصبہ پانچویں صدی سے علماء صلحاء کا مسکن رہا اور دینی علم کی اشاعت و تبلیغ کا مرکز بھی تھا۔ اور مجاہدین کی مسجد الکی آمد بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے دورِ آخر کے سلسلہ وحی الہیٰ کے فیض یافتہ بزرگان میں حضرت مولانا شاہ ابوالقاسمؒ۔ حضرت مولانا سید سراج الدین اور حضرت مولانا شاہ عبدالسلام ہنسویؒ رحمۃ اللہ علیہم۔ نیز حاجی باقر علی اور شاہ غلام علی جیسے بزرگانِ دین کا یہ آبائی وطن تھا۔

اس عہد کے معمول کے مطابق ۱۲۵۶ھ/۱۸۳۶ء میں حضرت مولانا عبدالسلامؒ نے ہنسوہ ہی میں درس و تدریس کے سلسلہ کا آغاز کیا۔ آپ کے اولین تلامذہ میں

۱۔ حضرت مولانا ابوالقاسمؒ ہنسوی۔
۲۔ حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی (سابق ناظم ندوۃ العلماء)
۳۔ حضرت مولانا محمد ادریسؒ نگرامی

کے نام قابل ذکر ہیں۔

درس و تدریس کا باقاعدہ آغاز اور مدرسہ کی عملی تشکیل میں لانے والے بزرگ حضرت مولانا ابوالقاسمؒ کی ذات گرامی ہے جنہوں نے مقامی بزرگ اور اہل علم حضرات کی رائے و مشورہ سے ۱۳۰۴ھ/۱۸۷۹ء میں مسجد مجاہدین محلہ درگاہ میں مدرسہ اسلامیہ کی تشکیل کی۔ اور افتتاح حضرت مولانا شاہ نجم الدین اکبرآبادی فتحپوری نے مرشدزادہ حافظ سید عبدالغنی کی بسم اللہ سے مدرسہ کا آغاز کیا جو بحمد للہ زمانے کے نشیب و فراز کے باوجود اپنی سرگرم تحریک میں لگا رہا۔ اور علمی و دینی خدمات سر انجام دیتا رہا۔ حالات کو سازگار بناتے ہوئے مدرسہ کو ایک اچھی فضا میں منتقل کر دیا گیا۔ جس کے اولین اساتذہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے فیض یافتہ ضلع مظفر نگر کے رہنے والے حضرت مولانا عبدالحکیم کیرانوی تھے جنہوں نے ہنسوہ میں درس و تدریس، تعلیم و تبلیغ، دعوت و خدمت میں اپنی مثال آپ قائم کی۔ اور زندگی کے آخری ایام اسی خدمت میں سر انجام دیتے ہوئے یہیں وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے۔

اس دینی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے والی اہم ہستیاں جن کی زندگی آنے والی نسلوں کے لئے مثالی نمونہ رہی ہیں۔ ان فضلاء فارغین اور مستفیدین میں چند کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے

۱۔ حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم سید عبدالعلی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء
۲۔ حضرت مولانا عارف حسن ہنسوی (عظیم مجاہدین جنگ آزادی)
۳۔ خان بہادر ڈپٹی عبدالرؤف (سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو یو پی و اعزازی خزانچی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)
۴۔ جناب حبیب الرحمٰن صاحب جعفری سابق سیشن جج حیدرآباد (دکن)
۵۔ حضرت مولانا سید ابوبکر حسنی پروفیسر نہرو یونیورسٹی دہلی
۶۔ جناب حافظ احمد حسن صاحب ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ اسکول لکھنؤ

۷۔ حضرت مولانا نفیس اکبر استاد حدیث مدرسہ عربیہ ہتھورا امام اہلِ سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی اور ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب حسنی کے مشورے سے ۱۳۵۹ھ میں مسجد مجاہدین درگاہ کے مشرقی جانب مدرسہ اسلامیہ کے ۵ کمروں کی تعمیر حضرت مولانا سید ابو محمد صاحب ندوی نے جناب سید محمد الیاس صاحب حسنی رائے بریلوی کے تعاون سے کرائی تھی۔ جس میں عربی کی ابتدا سے ثانویہ کی اعلیٰ تعلیم کا ارادہ کیا گیا تھا لیکن ۱۹۴۷ء میں اچانک جناب سید ابو محمد صاحب کی وفات ہوجانے سے و نیز بعد میں ملکی انقلاب کی وجہ سے ہند و پاک کی تقسیم کی شکل اختیار کی۔ ہنسوہ کے بیشتر شرفاء پاکستان منتقل ہوگئے جس کی وجہ سے یہ مدرسہ موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا ہوگیا اور مدرسہ کی قدیم جگہ منہدم ہوجانے کے سبب سے مدرسہ جامع مسجد کے ایک گوشے میں منتقل کردیا گیا اس کا معائنہ ملک کے درج ذیل مشاہیر، علماء و اکابرین کرچکے ہیں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی (۲) مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی (۳) حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندوی بانی مدرسہ عربیہ ہتھورا (۴) حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی صدر جمعیتہ العلماء، منتظمین مدرسہ کو یہ احساس رہا کہ اسلامی عقاید، آداب و اخلاق اور صحیح اسلامی معاشرہ سے نئی نسل بے بہرہ ہوتی جارہی ہے اسلئے مدرسہ کی تنظیم جدید، توسیع و ترقی کی اشد ضرورت محسوس ہوئی اس مقصد کی خاطر ذمہ دار اور معزز حضرات ہنسوہ نے متحد ہو کر اس کے موجودہ ذمہ دار مدرسہ اسلامیہ مسجد مجاہدین درگاہ کو سپرد کردیا۔ فی الحال جامع مسجد کے دو کمروں میں تعلیم کا سلسلہ جاری ہے یہ جگہ طلباء اور مدرسین کیلئے تنگ ہے۔ اسلئے ضروریات کے پیش نظر حسب ذیل علمی خاکہ پیشِ خدمت ہے۔ مدرسہ کا نصاب تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نصاب تعلیم کے مطابق ہے۔

ضروریاتِ مدرسہ :- (۱) دارالتحفیظ القرآن کی تعمیر اور مسجد مجاہدین کی مرمت و اضافہ (۲) مدرسہ اسلامیہ اور دارالاقامہ کی تعمیر (۳) کتب خانہ کے ساتھ ہی دارالمطالعہ کی تعمیر بھی ضروری ہے (۴) مدرسین و اسٹاف کی رہائش گاہ کے لئے مکانات کی تعمیر وغیرہ، مدرسہ میں مقامی طور پر فی الوقت ۳ مدرسین تعلیم دے رہے ہیں جو ناکافی ہیں۔ مزید مدرسین کی تقرری کی اشد ضرورت ہے موجودہ گرانی کے پیش نظر اساتذہ کرام و عملہ کے مشاہیروں میں اضافہ کی بھی ضرورت ہے

یہ مدارس اس دور کے دینی قلعے ہیں جن کی بقاء و حفاظت کی ذمہ داری مقامی افراد و اشخاص کے علاوہ ملت کے ہر فرد پر عائد ہوتی ہے۔ دینی مدارس کے ساتھ مادّی تعاون ایک ایسا صدقہ جاریہ ہے جو دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہوتا ہے۔ انشاء اللہ آپ کی تھوڑی سی توجہ، تعاون و ہمدردی سے منتظمین مدرسہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکیں گے۔

وَاللّٰہ فِي عَونِ العَبدِ مَا دَامَ العَبدُ فِي عَونِ اَخِيه

الداعی **محمد سالم الحسینی ہنسوی**

و اراکین انتظامیہ مدرسہ اسلامیہ محلہ درگاہ ہنسوہ فتحپور

ارادے - منصوبے

مسجد مجاہدین کے زیر منصوبہ جو عملی خاکہ ہے اس طرح ہے۔ موجودہ شکل میں تعلیم کا سلسلہ ابتدائیہ درجات کے علاوہ دارالحفظیہ القرآن کا شعبہ چل رہا ہے۔ ان دونوں درجات کی عمارت کی تعمیر ضروری ہے اس کے بعد آئندہ کے عزائم و ارادے حسب ذیل ہیں۔

- مسجد مجاہدین کی جدید تعمیر۔
- مدرسہ اسلامیہ اور اس کی تعمیر عمارت
- مدرسہ عربیۃ الاولےٰ کی تعلیم
- مدرسہ عربیۃ الثانیہ کی تعلیم
- مدرسۃ البنات، مدرسۃ الصالحات
- مدرسہ تربیت الاطفال
- دارالفقۃ الاسلامیہ
- شعبہ ندوۃ الشرعیہ
- شعبہ ندوۃ العلمیہ
- اسلامی گیسٹ ہاؤس (مسافر خانہ)
- مکتبہ اسلامیہ (کتب خانہ، لائبریری)
- اسلامی ڈگری کالج
- پریس کا قیام
- ہفت روزہ اور ماہنامہ پرچے کا اجرا (عربی، اردو اور انگریزی)
- شفاخانہ (زنانہ و مردانہ)
- اسلامی کواپریٹو سوسائٹی۔

—— ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ ——

ناظم مدرسہ اسلامیہ ہنسوہ ضلع فتحپور

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ:

سید نفیس شاہ صاحب، جامعہ مدنیہ کریم پارک، لاہور

اعلان (انجمن)

انجمن کے شب و روز

ترتیب : ظہیر میر

۱۳ر اکتوبر : بروز بدھ حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نشاط کالونی صدر لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں بعد نماز عصر جامع مسجد ربّانی کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد کے لئے وسیع و عریض جگہ وہاں کے مقامی افراد کی کوششوں سے ایک کرنل جناب محمد نواب علی نے وقف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرنل (ریٹائرڈ) صاحب کو دین و دنیا میں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ سب مساجد اللہ کے گھر ہیں۔ ساری مسجدیں یقیناً کعبۃ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ مسجد کی حرمت اور تقدس کا پاس ہر مسلمان کا فرضِ اولین ہے۔ میاں صاحب نے مسجد کی افتتاحی بنیاد کی پہلی اینٹ رکھنے کے بعد دعا فرمائی اور ان حضرات کی کوششوں کو سراہا جو اللہ کے گھر کی تکمیل میں شبانہ روز سرگرم عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمتوں اور کوششوں کو بارآور فرمائے اور اُن کے لئے دین اور دنیا کی بہتری کا ذریعہ فرمائے۔ (آمین)

۱۴ر اکتوبر بروز جمعرات : حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں بعد مغرب مجلس ذکر منعقد کرائی۔ ذکر کے بعد خطاب فرمایا اور بعد نماز عشاء دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کے مسائل سن کر ان کی تسلّی و تشفی فرمائی۔

۱۵ر اکتوبر بروز جمعۃ المبارک حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے حسب معمول نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز کے بعد مختلف لوگوں سے ملے ان کے مسائل سنے۔ اور ہدایات دے کر انہیں مطمئن فرمایا۔

۱۶ر اکتوبر بروز ہفتہ مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے مصروف دن گذارا۔ باہر سے آنے والے سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کے متعلقین سے ملاقات کی اور معمول کے مطابق مدرسہ قاسم العلوم کے طلبہ کا تاریخ اور اصول تاریخ کا پیریڈ لیا۔

۱۷ر اکتوبر بروز اتوار، بعد مغرب حضرت اقدس دامت برکاتہم کی خصوصی دعوت پر حج بیت اللہ سے واپس آنے والے حضرات نے حضرت اقدس کے ساتھ مدرسہ قاسم العلوم میں خصوصی ملاقات کی اس کے بعد ماحضر تناول فرمایا۔ ان حضرات میں خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب ان کے برادر اکبر جو دیوبند کے فاضل اور حضرت مدنیؒ کے شاگرد ہیں اور جناب حاجی غلام یٰسین صاحب (شاد باغ) جناب میاں عبدالرحمٰن صاحب جیا موسیٰ والے، جناب حاجی عبدالرشید صاحب جالندھر موتی چور والے قابلِ ذکر ہیں۔ اس نشست میں حضرت نے مولانا اجمل خان صاحب سے علیٰحدگی میں جماعتی صورت حال پر بھی مفصل گفتگو فرمائی۔ عشاء کی نماز مولانا اجمل خاں صاحب کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ اور یوں یہ پُرلطف اور مبارک مجلس رات گئے تک جاری رہی۔

اسی رات جناب باقر علی صاحب بھی تشریف لائے۔ جناب باقر علی صاحب بڑے خدا ترس،

نیک سیرت اور صالح آدمی ہیں۔ آج کل کویت میں رہائش پذیر ہیں اور وہاں حضرت اقدس کے حکم اور طریق پر مجلس ذکر بھی کراتے ہیں۔ وہ کویت روانگی سے قبل حضرت اقدس سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ جناب حاجی باقر علی صاحب کو حضرت اقدس سے والہانہ محبت اور قلبی تعلق ہے ان کا خاندان اہل تشیع سے متعلق اور ائمۂ اہل بیت کا پیروکار ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے محترم باقر صاحب پر خصوصی کرم فرمایا اور ان کا تعلق علماء حق کے قافلے کے ساتھ جوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ الحاج باقر علی صاحب کو مکمل صحت و تندرستی کے ساتھ دین متین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے۔ آمین۔ حضرت اقدس نے ان کے لئے بہت سی دعائیں فرمائیں اور روانگی سے قبل قیمتی ہدایات سے نوازا۔

۱۸ر اکتوبر بروز پیر: مولانا محمد اجمل قادری صاحب سید والا تحصیل جڑانوالہ میں تشریف لے گئے۔ سید والا ضلع فیصل آباد میں ایک خاص اہم قصبہ ہے۔ وہاں خاصی تعداد میں حضرت لاہوریؒ اور حضرت اقدس کے متعلقین و متوسلین قیام رکھتے ہیں۔ میاں صاحب نے سید والہ کی جامع مسجد فاروقیہ میں بعد مغرب مجلس ذکر منعقد کرائی اور مجلس ذکر کے بعد ذکر کی اہمیت پر ایمان افروز خطاب فرمایا۔ اور بعد نماز عشاء ایک جلسۂ عام سے بھی خطاب کیا اسی جلسہ سے ضیاء الرحمٰن فاروقی اور حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہما نے بھی خطاب فرمایا۔ جلسے کے بعد رات ساڑھے تین بجے لاہور واپسی ہوئی۔

۱۹ر اکتوبر بروز منگل، جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے سابق صدر اور صوبہ سرحد کی اہم سیاسی اور سماجی شخصیت جناب جاوید ابراہیم پراچہ صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے مدرسہ قاسم العلوم میں مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب سے جماعتی صورت حال پر تبادلہ خیالات کیا پراچہ صاحب اپنے ساتھیوں سمیت تقریباً تین چار روز تک لاہور میں قیام پذیر رہے۔

۲۰ر اکتوبر، بروز بدھ، مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے دفتر خدام الدین میں ہفت روزہ خدام الدین کے حضرت شیخ زکریا نمبر سے متعلق ایک خصوصی مشاورت میں شرکت فرمائی۔ میاں صاحب کی کوششوں سے ماشاء اللہ خدام الدین نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق حضرت شیخ نمبر شائع کیا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اس دور کی جتنی بڑی شخصیت تھے اگرچہ اس اشاعت خصوصی سے ان کا حق تو ادا نہیں ہوا بہرحال یہ اسی سلسلہ خراج تحسین کی پہلی اور اہم کڑی ہے۔ ادارہ خدام الدین انشاء اللہ بہت جلد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت پر اپنا دوسرا ایڈیشن بھی شائع کرے گا۔ جو انشاء اللہ ہر لحاظ سے معیاری اور تاریخی اہمیت کا حامل ہوگا۔

۲۱ر اکتوبر بروز جمعرات، یہ جمعرات چاند مہینہ کی پہلی جمعرات تھی اور ہر اسلامی مہینے کی پہلی جمعرات کو جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں آیت کریمہ کی مجلس بھی منعقد ہوتی ہے۔ ملک کے طول و عرض سے بے شمار لوگ مجلس آیت کریمہ میں شرکت کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ بعد میں بڑے الحاح سے دعا ہوتی ہے۔ حضرت اقدس نے حسب معمول مجلس آیت کریمہ میں شرکت فرمائی اور نماز عشاء کے بعد ضرورتمند حضرات کے مسائل فرداً فرداً سنے اور ان کے تسلی بخش جوابات دیتے۔ حضرت اقدس ساری رات مصروف رہے۔

۲۲ر اکتوبر بروز جمعۃ المبارک حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ میں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اور نماز جمعہ کے

بعد لوگوں کے مسائل سنے اور ہدایات فرمائیں۔

۲۳ر اکتوبر بروز ہفتہ، مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے نماز مغرب الحمد کالونی لاہور کی جامع مسجد مدنی میں ادا کی، اور وہاں مجلس ذکر منعقد کرائی۔ اور مجلس ذکر کے بعد خطاب بھی فرمایا۔

۲۵ر اکتوبر بروز پیر مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب کراچی روانہ ہوگئے وہاں تین روز تک قیام رہا۔ اپنے قیام کے دوران میاں صاحب نے مختلف مجالس اور جلسہ ہائے عام سے خطاب فرمایا۔ علاوہ ازیں جماعتی دوستوں سے تنظیمی مسائل پر گفتگو فرمائی اور انہیں تازہ ترین جماعتی صورت حال سے آگاہ کیا۔ میمن سوسائٹی کے زیر اہتمام دس روزہ مجالس صحابہؓ کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان اور تاریخی جلسہ عام سے مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے ولولہ انگیز خطاب فرمایا کہ مجمع کا شباب لوٹ آیا۔ یہ جلسہ حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم العالیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جلسے میں حاضرین کی تعداد کم و بیش پچاس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ اس جلسہ سے جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب نے بھی باطل شکن اور ایمان افروز خطاب فرما کر اہل کراچی کو تڑپا دیا۔ اس کے علاوہ میاں صاحب نے ناظم آباد میں بھی دو جلسہ ہائے عام سے خطاب کیا اور ۲۷ر اکتوبر بروز بدھ مسجد خدام الدین پہلی چورنگی ناظم آباد میں بعد نماز مغرب مجلس ذکر منعقد کرائی۔ اس کے علاوہ میاں صاحب نے جماعتی صورت حالات پر ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا۔ میاں صاحب کی قیام گاہ پر محترم ڈاکٹر احمد حسین کمال اور بعض دوسرے ذمہ دار جماعتی حضرات تنظیمی صورت حال پر گفتگو کے لئے تشریف لائے۔ میاں صاحب نے تفصیل سے انہیں تمام صورت حالات سے آگاہ فرمایا۔

۲۸ر اکتوبر بروز جمعرات، حسب معمول حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے بعد مغرب جامع مسجد میں مجلس ذکر منعقد کرائی اور حسب معمول دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کی تسلی و تشفی فرمائی۔

۲۹ر اکتوبر بروز جمعۃ المبارک حضرت اقدس نے جامع مسجد شیرانوالہ میں نماز جمعہ پڑھائی، خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ساتھیوں سے ملاقات فرمائی۔

۳۰ر اکتوبر بروز ہفتہ، مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے مکہ کالونی لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ عام سے بعد نماز عشاء خطاب فرمایا۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے میاں صاحب نے صحابہ کرامؓ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

۳۱ر اکتوبر بروز اتوار — مدرسۃ البنات کے وسیع شیخ التفسیرؒ ہال میں محرم الحرام کے سلسلہ میں ایک تقریب منعقد ہوئی اس تقریب میں ملک کی ممتاز سیاسی اور سماجی خواتین نے شرکت کی۔ سکول کی پرنسپل مسز ابراہیم، اے (واشنگٹن) نے سکول کی کارکردگی مختصر بیان کی۔ مختلف بچیوں نے تقاریر کیں اور مہمان خصوصی محترمہ بیگم مہناز رفیع نے تقریر کرتے ہوئے بنات پبلک سکول شیرانوالہ کی بچیوں کی تعریف کی۔ مہمان خصوصی نے حضرت حسین رضؓ کی شخصیت اور شہادت پر بھی روشنی ڈالی۔ موصوفہ بنات پبلک سکول کی تعلیم سے بہت متاثر ہوئیں۔ کیونکہ اس سکول میں بچیوں کے لئے دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا نہایت اعلیٰ پیمانے پر انتظام کیا گیا ہے۔

۲ر نومبر بروز منگل، مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے سمندری ضلع فیصل آباد کی جامع مسجد محمدیہ میں بعد نماز عشاء ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب فرمایا۔ اس جلسہ سے خطیب پاکستان مولانا محمد سلیمان طارق صاحب نے

بڑا ایمان افروز خطاب فرمایا جلسہ کے بعد رات ایک بجے اسی مسجد میں میاں صاحب نے مجلس ذکر منعقد کرائی۔ جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی مجلس ذکر کے بعد میاں صاحب نے اللہ کے ذکر کی اہمیت کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

۴ر نومبر بروز جمعرات، تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع رائیونڈ کے سلسلہ میں ہزاروں افراد اجتماع میں شرکت کی غرض سے آتے اور جاتے ہوئے ہر سال شیرانوالہ گیٹ لاہور میں قیام کرتے ہیں ان دنوں یہاں عید کا سماں ہوتا ہے۔ مسجد شیرانوالہ، مدرسہ قاسم العلوم اور اس سے ملحقہ تمام جگہیں مہمانوں سے بھر جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ بھی خصوصی شفقت فرماتے ہوئے اجتماع کے دنوں میں ضرور تشریف لاتے ہیں۔ اور مشتاقانِ زیارت کو ملاقات سے مشرّف فرماتے ہیں۔ جمعرات کو بعد مغرب حضرت اقدس جب مجلس ذکر کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو ہزاروں افراد نے حضرت اقدس سے ملاقات فرمائی۔ کراچی، کوئٹہ، پشاور حیدرآباد، سکھر، بہاولپور، ملتان اور ملک کے دوسرے تمام علاقوں سے اہم شخصیات بھی تشریف لائیں۔ کراچی سے انجمن خدام الدین کراچی کے سرپرست حضرت حاجی محمد یوسف صاحب مدظلہ اور رانا بشیر احمد صاحب بھی تشریف لائے۔ ان کا قیام مدرسہ قاسم العلوم میں ہی رہا۔ اس دوران صاحبزادہ مکرم مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب، حضرت حاجی صاحب اور دیگر اکابر کے ہمراہ تینوں دن رائے ونڈ کے اجتماع پر تشریف لے جاتے رہے۔

۷۔ نومبر۔ اجتماع سے واپسی پر ہزاروں افراد نے جامع مسجد شیرانوالہ میں حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کی۔ اپنے روحانی اسباق سنا کر آگے اسباق لئے اور مختلف مسائل پر حضرت اقدس سے ضروری ہدایات لیں۔

اسی روز بعد نماز مغرب حضرت اقدس سمن آباد کی جامع مسجد خضراء میں ماہانہ مجلس ذکر کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں مجلس ذکر منعقد ہوئی اور اس کے بعد مختصر اور جامع خطاب فرمایا۔

۸ر نومبر بروز پیر، جامع مسجد شیرانوالہ میں جمعیۃ طلباء اسلام کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان مفتی محمودؒ کانفرنس زیر صدارت حضرت اقدس دامت برکاتہم منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی حضرت الامیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم العالیہ تھے انہوں نے رات ۲ بجے تک جلسہ سے خطاب فرمایا۔ جلسہ بڑا ولولہ انگیز تھا اور پورا مجمع حضرت درخواستی زندہ باد اور حضرت مولانا عبیداللہ انور زندہ باد کے نعروں سے گونجتا رہا۔ اس جلسہ سے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی، حضرت مولانا قاری عبدالحی عابد، حضرت مولانا زاہدالراشدی، حضرت مولانا محمد زکریا (کراچی) حضرت مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوری، حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن، حضرت مولانا بشیر احمد شاد، جناب ندیم اقبال اعوان، جناب ظہیر میر، جناب خالد محمود وٹو اور جناب محمد عباس نجمی صدر تحریک طلباء اسلام پاکستان نے بھی خطاب کیا۔

۱۱ر نومبر بروز جمعرات، حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلس ذکر منعقد کرائی، اور احباب کے مسائل سن کر ان کی تسلّی و تشفی فرمائی اور بخیر و خوبی انہیں رخصت فرمایا۔

حکیم آزاد شیرازی صاحب
جمعرات کے سوا ہر روز
۱۲ بجے دوپہر تا ۴ بجے سہ پہر
نواں محلہ اندرون شیرانوالہ گیٹ
لاہور میں مل سکتے ہیں۔

طبّی مشورے

براہ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

گھٹنے کا درد

س: تقریباً آٹھ سال سے میرے گھٹنے میں ریح کا درد ہے۔ کافی علاج کرائے۔ افاقہ نہیں ہوا۔ موسم سرما میں درد میں شدت ہو جاتی ہے۔ میری عمر ۴۲ سال ہے۔ براہ کرم درد ریح کا مفید علاج بتائیں۔

شیخ نور احمد، سمہ سٹہ ضلع بہاولپور

ج: آپ نے مرض کی تفصیلات نہیں لکھیں نہ جوابی لفافہ بھیجا۔ ورنہ آپ کو مفصل جواب لکھا جاتا بہرصورت ایک آسان اور مفید نسخہ حاضر ہے۔ قبض کی حالت میں یہ خصوصاً مفید ہے:۔

۱۔ سورنجاں شیریں ۵ تولہ (۲) پوست ہلیلہ زرد ۵ تولہ (۳) صبر سقوطری ۵ تولہ۔ تینوں دوائیں باریک پیس کر ملا لیں۔ روزانہ صبح دوپہر شام ۴ ماشہ دوائی نیم گرم پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ انشاءاللہ صحت ہو گی

موٹاپا

س: میری عمر سولہ سال ہے لیکن میں بہت موٹی ہو گئی ہوں۔ جس سے بہت پریشان ہوں۔ کوئی اچھا سا نسخہ تجویز کریں۔

پروین، چنیوٹ

ج: آپ مرغن غذاؤں کا استعمال ترک کر دیں اور مالٹے، سنگترے، انار کا رس عموماً اور لیموں کا رس خصوصاً پیا کریں۔ روزانہ صبح ایک دو میل تک پیدل سفر کریں متواتر عمل کرنے سے موٹاپا کم ہوتا جائے گا۔

کان بہتے ہیں

س: میری بچی کی عمر سات سال ہے۔ اس کو کان بہنے کی شدت ہے۔ درد بھی ہوتا ہے۔ بہت علاج کرائے۔ تین چار ڈاکٹروں اور دو تین حکیموں سے علاج کرایا۔ کافی انجکشن بھی لگوائے۔ وقتی طور پر آرام ہو کر پھر وہی صورت ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات کان سے بدبو بھی آتی ہے۔ براہ کرم کوئی شافی علاج بتائیں۔

عبدالرشید، محلہ اسلامی چوک، حیدرآباد)

ج: برگ نیم ۵ تولہ، شہد خالص ۱ تولہ، ادھ سیر پانی میں جوش دیں۔ اس پانی سے پچکاری کے ذریعہ کان دھوئیں۔ اس کے بعد پھٹکڑی ۱ تولہ شہد دس تولے میں ملا لیں۔ اور روئی کی بتی اس شہد میں بھگو کر کان میں رکھیں، روزانہ یہ بتی بدلتے رہیں۔ پھر چوتھے دن کان برگِ نیم کے پانی سے دھوتے رہیں۔ انشاءاللہ صحت ہو گی۔

کیل اور چھائیاں

س: کچھ عرصے سے میرے چہرے پر چھائیاں اور کیل نکل رہے ہیں۔ میٹرک کا امتحان دے چکا ہوں شادی بھی ہو گئی ہے۔ بہت سی کریمیں اور دوائیں استعمال کی ہیں۔ فائدہ نہیں ہوتا، چہرے کی رنگت بھی سیاہ ہو گئی ہے۔ کوئی کامیاب علاج بتائیں۔

رشید احمد ناز
صدر بازار، خان پور

ج: چھائیاں دور کرنے

(باقی ۱۳ پر)

ہمارے اسلاف

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ

ایک مجاہد ایک مناظر

مرسلہ: حافظ عبدالحکیم، جھنگ

سلطان عبدالعزیز خاں ترکی کی خواہش اور صدرِ اعظم خیرالدین پاشا ٹونسی کی تحریک پر مولانا رحمت اللہ نے عیسائیت پر ایک محققانہ اور مدلل کتاب تالیف کی پادری فانڈر نے اسلام کے خلاف "میزان الحق" کے نام سے جو زہر اگلا تھا اس کا تریاق "اظہار الحق" میں پیش کیا تھا یہ کتاب عیسائیت پر اتھارٹی کا درجہ رکھتی ہے ۱۸۹۱ء میں اس کا انگریزی ENGLISH ترجمہ شائع ہوا تھا۔ ٹائمز آف لندن TIMS OF LONDON نے لکھا اگر لوگ یہ کتاب پڑھتے رہے تو دنیا میں عیسائی مذہب کی ترقی رک جائے گی۔ ۱۱ جنوری ۱۶۱۲ء کو جہانگیر کے عہد میں انگریز نے برِّصغیر میں تجارت شروع کرنے کی غرض سے ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی مغلوں کی عظیم قوت رو بہ زوال تھی اور حالات دن بدن بگڑتے جا رہے تھے اورنگ زیب عالمگیرؒ کی جواں ہمتی اور اولوالعزمی نے کچھ دنوں سہارا دیا. لیکن اس کی وفات کے بعد وہ تمام برائیاں ظاہر ہو گئیں جن پہ عالمگیرؒ کی فتوحات اور دین پسندی کی وجہ سے پردہ پڑا ہوا تھا۔ انگریز نے پر پرزے نکالنے شروع کیے اور اٹھارویں صدی کے نصف اوّل تک اس قابل ہو گئے کہ دیسی ریاستوں پر حملہ آور ہونے کے خواب دیکھنے لگے۔ چنانچہ ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی جنگ ہوئی اور میر جعفر کی غداری کی بناء پر کمپنی کامیاب ہوئی۔ اگرچہ میر جعفر بنگال کا صوبیدار مقرر ہوا لیکن وہ "مردہ بدست زندہ" تھا۔ صحیح حکمران "کمپنی بہادر" ہی تھی سلطان ٹیپو نے غیر ملکی سامراج کو روکنے کے لیے جو عظیم منصوبہ بنایا تھا میر صادق کی بے وفائی اور ملت دشمنی کی وجہ سے خاک میں مل گیا اور سرنگا پٹم میں بہادری سے لڑتا ہوا یہ مجاہد ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو جامِ شہادت نوش کر گیا۔ اسی سال شاہ زمان والی کابل نے رنجیت سنگھ کو پنجاب میں صوبیدار مقرر کیا۔ جس نے خود مختاری کا اعلان کر کے ۱۸۱۸ء میں ملتان فتح کر لیا جہاں مظفر خان عالی ہمتی سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ سکھوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو دیکھتے ہوئے حضرت سیّد احمد شہیدؒ نے تحریک مجاہدین کا آغاز کیا اور کچھ عرصہ اس عفریت کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ لیکن ۱۸۳۰ء کے آخر میں مجاہدین کی دردناک شکست کے بعد سکھوں کے قدم مزید مضبوط ہو گئے اور سکھوں کا اقتدار پشاور تک جا محیط ہوا۔ ۱۸۴۳ء میں کمپنی نے سندھ کا الحاق کر لیا ۱۸۵۶ء میں واجد علی شاہ کو گرفتار کر کے کلکتہ پہنچا دیا گیا اور اودھ کو کمپنی نے ملحق کر لیا. بہادر شاہ ظفر کی سلطنت سمٹ کر لال قلعہ تک محدود ہو گئی تھی اور بچے کھچے والیان ریاست برائے نام حاکمیت کے مالک تھے۔

عیسائیت کا سیلاب

جسمانی فاتح روحانی و مذہبی فاتح بننے کی کوشش میں عیسائیوں پادریوں کا ایک طوفان اُمنڈ آیا۔ دہلی میں پریس لگ گئے۔ رسائل پمفلٹ اور تبلیغ عیسائیت سے متعلق دوسرا لٹریچر نہایت تیزی سے چھپنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ملک کی مختلف زبانوں میں لٹریچر تیار ہو گیا۔ یہ یلغار انیسویں صدی کے وسط تک انتہا کو پہنچ گئی۔ عیسائی پادری چوراہوں پہ کھڑے ہو کر لیکچر دیتے پمفلٹ تقسیم کرتے اور عوام کو تشکیک و تذبذب کے دَل دَل میں پھنسا کر بپتسمہ دے لیتے اس طوفان کا مقابلہ مدرسہ کی چہار دیواری یا مسجد کے محراب سے ممکن نہ تھا۔ بلکہ ایسے مجاہدوں کی ضرورت تھی جو انھیں پادریوں کی طرح چیلنج دیتے اور عیسائیت کا تعاقب کرتے۔

پادری فنڈر

۱۸۵۴ء میں یورپ سے "ڈاکٹر کارل فنڈر" ہند آیا جو ایک جرمن مشن تھا اور جسے روسی سلطنت کے جورجیا کے قلعہ شوشا سے بدر کر دیا گیا تھا[1]۔ فانڈر عربی فارسی میں خاصی دستگاہ رکھتا تھا۔ اسلامی ماخذوں کا براہِ راست مطالعہ کر چکا تھا۔

اور اسلام پر اعتراض کرتا پھرتا تھا۔ یہاں کے سادہ لوح علماء نے تورات و انجیل کی طرف زیادہ توجہ نہ دی تھی۔ پادری فانڈر دندنا رہا تھا۔

[1] اہلِ مسجد پادری بیون جونز ص ۱۱۴

اور مشہور ہو گیا کہ پادری کے اعتراضات کا جواب دیا ہی نہیں جا سکتا. عیسائیوں کی بھرپور یلغار اور پادری فانڈر کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنانے کے لیے دو دوست میدان میں اُترے ایک حضرت مولانا رحمت اللہ تھے دوسرے ڈاکٹر وزیر خاں ان صفحات میں ہم مولانا رحمت اللہ کی زندگی پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

آباؤ اجداد

مولانا رحمت اللہ کے اجداد پانی پت کے رہنے والے تھے لیکن ان کے والد نجیب اللہ ترک وطن کر کے کیرانہ ضلع مظفر نگر میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ یہیں مولانا جمادی الاولیٰ ۱۲۳۳ھ بمطابق ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی اور مزید تعلیم کے لیے دہلی کا رُخ کیا جو اس دَور میں علم و ادب کا مرکز تھا وہاں لال قلعہ کے نزدیک مولوی محمد حیات کی درس گاہ میں شامل رہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انھوں نے مولانا احمد علیؒ اور مفتی سعد اللہ لکھنوی سے بھی اکتساب کیا۔

مطالعۂ عیسائیت

قیام دہلی کے دوران عیسائی پادریوں کی تبلیغی سرگرمیاں دیکھیں اور مسلمانوں کو اس طوفان ضلالت سے بچانے کے لیے کمربستہ ہوتے اس عرصہ میں ڈاکٹر وزیر خاں (آگرہ) سے رسم و راہ ہوئی دونوں دوست عیسائیت کے مطالعہ میں غرق رہے اور قلیل مدت میں محنت اور دماغ سوزی سے اس حد تک استعداد بہم پہنچائی کہ گھنٹوں عیسائیت پر بے تکان گفتگو کرتے رہتے۔ انداز بیان اتنا موثر اور دل کش تھا کہ زبان سے نکلنے والی بات سیدھی دل میں گھر کر جاتی

پادری فانڈر سے مناظرہ

پادری فانڈر شہر بہ شہر پھرتا پھراتا آگرہ میں وارد ہوا اور اپنے روایتی انداز میں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ ڈاکٹر وزیر خاں نے مولانا رحمۃ اللہ کو کیرانہ سے بلا بھیجا اور مناظرہ کی دعوت قبول کر لی رجب ۱۲۷۲ھ مارچ ۱۸۵۶ء کو آگرہ میں مناظرہ کا انتظام ہو گیا۔ مناظرہ خاصا معرکہ آمیز تھا۔ لہٰذا دُور و نزدیک سے امراء علماء اور عوام کھچ کر آ گئے دونوں فریق کی طرف سے دو دو مناظر مقرر ہوئے۔ عیسائیوں کی طرف سے مناظر اوّل پادری فانڈر مناظر دوئم پادری والپی فرنچ تھا جو لاہور کا پہلا بشپ مقرر ہوا[1]۔

ادھر مسلمانوں کی طرف سے مناظر اوّل مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی اور مناظر دوئم ڈاکٹر وزیر خاں مقرر ہوئے۔ ان کے تعاون کے لیے مولانا فیض احمد بدایونی موجود تھے[1]۔

مفتی انتظام اللہ شہابی اس مناظرے کی روداد بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ پہلا مسئلہ جس پر بحث ہوئی۔ انجیل و تورات کی تحریف کا تھا. بحث تمحیص کے بعد علانیہ سب کے سامنے پادری فانڈر کو اعلان کرنا پڑا کہ ہماری کتابیں محرف ہو چکی ہیں۔ لیکن صرف مسئلہ تثلیث میں تحریف نہیں ہوئی۔ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ جس کتاب کو خود مشکوک مان رہا ہے اس پر ایمان لانے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں الغرض شکست فاش کے ساتھ پادری فانڈر کو مجلس سے اُٹھنا پڑا اور وہ آگرہ سے چلتا بنا[2]۔

جنگِ آزادی

میرٹھ میں جنگِ آزادی کے شعلے بلند ہوئے تو اُن کی تپش مظفر نگر میں بھی محسوس کی گئی اور مختلف شہروں اور قصبوں میں حالات دیگر گوں ہو گئے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی کیرانہ میں مجاہدین کے سالار تھے۔ مجاہدین کیرانہ میں گوجروں کی اکثریت تھی اور ان کی قیادت چودہری عظیم الدین کر رہے تھے لیکن تمام احکام مولانا رحمۃ اللہ صاحب کی طرف سے صادر ہوتے تھے۔ جامع مسجد کی سیڑھیوں پر نقارہ بجایا جاتا۔ لوگ جوق در جوق تازہ احکام سننے کے لیے دوڑے آتے پھر اعلان ہوتا "ملک خدا کا حکم مولوی رحمت اللہ کا"۔

اس کے بعد تازہ ترین صورتِ حال کے مطابق احکام جاری کیے جاتے تقریباً چار ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر انگریزی فوج کیرانہ آ پہنچی۔ محلہ دربار کے سامنے توپیں گاڑ دیں اور قصبہ بھر کی خانہ تلاشی شروع ہوئی۔ مولانا کو پہلے اطلاع مل گئی تھی چنانچہ وہ اپنے رفیقوں کی معیت میں گاؤں پنجیٹھ چلے گئے کیرانہ کی خانہ تلاشی کے بیکار جانے کی وجہ سے انگریز فوج نے پنجیٹھ کا رُخ کیا۔ انگریز فوج آیا ہی چاہتی تھی کہ گاؤں کے نمبردار نے مولانا کا عالمانہ لباس بدلوا کر گھسیارے کا لباس پہنا دیا۔ ہاتھ میں کھرپا دے کر گھاس کھودنے کے بہانے بیٹھے رہے اور ان کے بغل سے انگریزی فوج گھوڑے دوڑاتی ہوئی گذر گئی پنجیٹھ پہنچ کر تلاشی لی گئی۔ مگر گوہر مراد نہ ملنا تھا نہ ملا۔ مولانا بچتے بچاتے دہلی آ گئے۔ مولانا ذکاء اللہ لکھتے ہیں۔

مولوی رحمت اللہ اس ٹوہ میں آئے کہ دہلی میں جہاد کی کیا صورت ہے وہ بڑے عالم فاضل تھے۔ عیسائی مذہب کے رد میں صاحب تصنیف تھے۔ وہ قلعے کے پاس مولوی محمد حیات کی مسجد میں اُترے اور اس

[1] المرقات الیقین

[1] اہل مسجد پادری بیون جونز ص ۱۱۵ [2] ۱۸۵۷ء کے مجاہد

دانش مند مولوی کے نزدیک دہلی میں جہاد کی کوئی صورت نہ تھی بلکہ ایک ہنگامہ و فساد برپا تھا وہ سمجھ کر اپنے وطن چلا گیا۔[۱]

مولوی ذکاء اللہ کے مندرجہ بالا بیان کے جملے محل نظر ہیں مولانا کی شخصیت کو دیکھتے ہوئے یہ بیان صحیح نہیں معلوم ہوتا حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا دہلی میں اس لیے نہ رہے کہ ان کے مفرور ہونے کی اطلاع دور نزدیک ہو چکی تھی۔ مولانا کی گرفتاری کے لیے انعام کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ مولانا نے اپنا نام بدل کر "مصلح الدین" اختیار کیا خدا معلوم کن راستوں سے ہوتے ہوتے اور تکالیف برداشت کرتے ہوئے سورت پہنچے وہاں سے جہاز کے ذریعہ مکہ معظمہ چلے گئے۔

جائداد کی ضبطی

مولانا کی ہجرت کے بعد سرکار انگریز نے جائداد ضبط کر لی۔ اس معاملہ میں مخبری کرنے والا کوئی "کمال الدین" تھا۔ ۳۰؍ جنوری ۱۸۶۴ء کو ان کی قصباتی جائداد نیلام ہوئی۔ اس جائداد میں چھ سرائے شامل تھیں۔ لاکھوں کی جائداد ایک ہزار چار سو بیس روپے میں نیلام کر دی گئی۔

پادری فانڈر سے ایک اور مناظرہ :

پادری فانڈر ۱۸۶۶ء میں ہندوستان چھوڑ کر چلا گیا اور قسطنطنیہ جا بھگڈ مچائی۔ مولانا رحمت اللہ نے آگرہ مناظرے میں فانڈر کو بھگایا تھا۔ جس کی شہرت دور و نزدیک پھیل چکی تھی۔ چنانچہ سلطان کے حکم سے مناظرے کے لیے قسطنطنیہ پہنچے فانڈ کو دوبارہ ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ سلطان کی طرف سے مولانا کا تین صد روپے ماہوار وظیفہ مقرر ہوا۔[۲]

اظہار الحق سلطان عبدالعزیز خان ترکی کی خواہش اور صدرِ اعظم خیر الدین پاشا ٹونسی کی تحریک پر مولانا رحمت اللہ نے عیسائیت پر ایک محققانہ اور مدلّل تالیف کی پادری فانڈر نے اسلام کے خلاف میزان الحق کے نام سے جو زہر اگلا تھا اس کا تریاق اظہار الحق میں پیش کیا گیا تھا۔ یہ کتاب عیسائیت پر اتھارٹی کا درجہ رکھتی ہے۔ ۱۸۹۱ء میں اس کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا تھا تو ٹائمز آف لندن نے لکھا اگر لوگ یہ کتاب پڑھتے رہے تو دنیا میں عیسائیت کی ترقی رک جائے گی۔

مدرسہ صولتیہ

مولانا رحمۃ اللہ نے قسطنطنیہ سے مراجعت کی تو کلکتہ کی ایک خاتون صولت النساء بیگم کے تیس ہزار کے عطیے سے ۱۲۹۲ھ میں مکہ معظمہ میں مدرسہ صولتیہ کے نام سے ایک درس گاہ قائم کی جو تا حال جاری ہے۔

ہے مولانا آخری دنوں مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے وہیں۔ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ ۲ مئی ۱۸۹۱ء کو خدا کا بلاوا آگیا اور مدینہ منورہ کی خاک پاک میں سو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ماہانہ مجلسِ ذکر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم خضرا مسجد سمن آباد لاہور میں اتوار ۵ دسمبر ۱۹۸۲ء کو بعد نماز مغرب مجلس ذکر کرائیں گے۔ دعوت عام ہے۔

کاروانِ ولی اللّٰہی

کے لئے

مژدۂ جانفزا

حضرت شیخ الاسلام مولانا السید حسین احمد مدنی، امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی اور حضرت الامام مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم کے فیض و تربیت یافتہ اور فکر و فلسفہ ولی اللّٰہی کے ترجمان

مولانا عبیداللہ انور زید مجدھم

کی صدارت و سرپرستی میں گزشتہ دنوں ایک اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ہر شمسی ماہ کے دوسرے ہفتہ مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور کی لائبریری میں بعد از مغرب ایک فکری نشست منعقد ہوا کرے گی۔ جس میں بطور میر کارواں حضرت مولانا زید مجدھم شریک ہوں گے — اس مجلس میں ہر ماہ کوئی منتخب دوست کسی اہم موضوع پر مختصر مقالہ پیش کریں گے۔ بعد میں سوال و جواب کا موقعہ دیا جائے گا۔

اس خالص علمی و فکری نشست میں تشریف لائیں اور اپنے علمی ورثہ سے محظوظ ہوں۔

ع صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

— ماہ دسمبر کی نشست —

۱۱؍ دسمبر ۱۹۸۲ء

بروز ہفتہ بعد از مغرب ہوگی —!

الداعی: محمد سعید الرحمٰن علوی معتمد ولی اللہ سوسائٹی، پاکستان، لاہور

کتابت: حفیظ الرحمٰن